تاریخ وسیرت از ولادت
تا
شہادت مبارک
سیدنا حضرت
عثمان غنی
رضی اللہ عنہ
تحریر و تحقیق
محمد عبد الخالق توکلی
(ایم اے سیفیز سبجیکٹ سپیشلسٹ)
کرمانوالہ بک شاپ
marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ و سیرت از ولادت تا شہادت مبارک

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

تحریر و تحقیق

محمد عبدالخالق توکّلی

(ر) سینیئر سبجیکٹ سپیشلسٹ

دکان نمبر ۲۔
دربار مارکیٹ
لاہور
Voice: 042-7249515
0300-4306876

بفیضانِ کرم
حضرت سید السادات پیر محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
المعروف حضرت کرماں والے
آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف اوکاڑہ
شیمم باغ ولایت
حضرت سید محمد علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت سید محمد عثمان علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت پیر سید غضنفر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
حضرت پیر
سید صمصام علی شاہ بخاری
سجادہ نشین حضرت کرمانوالہ شریف
حضرت پیر
سید میر طیب علی شاہ بخاری
سجادہ نشین حضرت کرمانوالہ شریف
الحاج صوفی
برکت علی رحمۃ اللہ علیہ
زیر اہتمام
سمیع اللہ برکت
حاجی پیر انعام اللہ طیبی نقشبندی برکاتی
جملہ حقوق محفوظ ھیں
اشاعت 21 فروری 2010
قیمت 100 روپے

انتساب

ذکر خیر ۳/۳ کے اوراقِ پریشاں کو اپنے حضرت خواجہ قبلہ صدیق احمد شاہ سیدوی قدس سرہ العزیز سے منسوب کرتا ہوں۔ آنجناب سے کوئی قول اور فعل پوری زندگی سنت مطہرہ کے خلاف سرزد نہ ہوا، بلکہ ایسا کوئی کلام یا کام بھی نہ کیا جس سے اسلامی طریقت بدنام ہو۔ نہایت مکمل عارف باللہ تھے۔ مزید برآں پورے چودہ سال دارالعلوم دیوبند میں تحصیل علم کرتے ہوئے امتیازی شان سے کامیاب بھی ہوئے۔ یعنی ظاہری و باطنی علوم سے آپ کا سینہ بھرا ہوا تھا۔ ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۹۴ھ میں وصال فرمایا۔ مزار اقدس سیدا شریف تحصیل پھالیہ ضلع منڈی بہاؤالدین میں ہے جو کہ ہر لمحہ مرجعِ خواص وعوام ہے اور منبعِ فیوض و برکات و انوار ہے۔

عبدالخالق توکلی

قابلِ توجہ

جو دامادِ نبیؐ ہے اور ان کا جانشینؓ بھی ہے
جو ہے قرآن کا جامع اور اب بھی محوِ قرآن ہے

(تاج الدین احمد تاج لاہوری)

کون تھا پیامبر صلح حدیبیہ کے دن
عرضِ مسلم ہے مسلم کی روایت دیکھئے

(مولانا محمد مسلم مرحوم بی اے آنرز لاہور)

دُرِّ منشور قرآں کی سلکِ بہی — زوجِ دو نُورِ عفت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمانؓ صاحبِ قمیصِ ھُدیٰ — حُلہ پوشِ شہادت پہ لاکھوں سلام

صحابہ کرامؓ

جس مسلمان نے دیکھا انہیں اک نظر — اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام
مومنین پیشِ فتح و پسِ فتح سب — اہلِ خیر و عدالت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت بریلویؒ)

دیگر

کتنی عظیم بیعت رضوان کی شان ہے — فتح مبیں کے ساتھ چلا کاروانِ خیر
آلِ نبی سفینۂ بحرِ حیات ہے — اصحابؓ ہیں نجوم سرِ آسمانِ خیر

(حفیظ تائب)

حدیث شریف بحوالہ مسلم شریف باب فضائل عثمان بن عفانؓ

فَقَالَ اَلَا اَسْتَحْيِ مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِ مِنْهُ الْمَلَآئِكَةُ۔

''میں اس شخص سے کیسے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔''

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

پیش لفظ

۱)...... ذکر و محبت صحابہ رضی اللہ عنہم ذکر و محبت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے۔ حدیث مقدسہ ہے کہ "تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے" سے ثابت ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کی اقتداء ہم پر لازم ہے اس لئے ان کے حالاتِ مقدسہ کا جاننا نہایت ضروری ہے اسی لئے اس ہیچدان نے ان کے بارے میں کچھ لکھنے کی کوشش کی ہے اور از ولالت تا وفات تمام حالات اشارۃً یا تفصیلاً لکھے ہیں۔ بمصداق تمتع زہر گوشہ یافتم۔

۲)...... مسلمانوں کی پستی و ذلت کی وجہ محض اپنے دین و بانیٔ دین پسندیدہ اور کبائر اسلام (اصحابؓ و اولیاءؒ) کی تاریخ کو فراموش کرنا ہے۔ انہی کے حالاتِ خیر کے مطالعہ سے بیداری پیدا ہوتی ہے۔

۳)...... جو کچھ لکھا ہے بمطابق علمائے حق اہلسنّت والجماعت ہے وہی عرض کیا ہے جسے درست جانا ہے، کسی کی دلآزاری بخدا تعالیٰ قطعاً مقصود نہیں ہے۔ البتہ خوشنودی حق تعالیٰ مطلوب ہے!

حافظ نہیں ہے شہرتِ دنیا کی آرزو
مقصود ہے رضائے حبیب خدا مجھے

۴)...... کمترین کو اپنی بے مائیگی کا مکمل احساس ہے۔ قارئین سے التجا ہے عفو و کرم فرماتے ہوئے دعائے خیر اور رہنمائی ہی سے نوازیں گے۔ السعی منّی والاتمام من اللہ وما توفیقی الا باللہ۔

۵)...... یقین ہے ہر قسم کا قاری کچھ نہ کچھ معلوماتی وتحقیقاتی مواد ضرور پائے گا۔
شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے!

نام نیک رفتگان ضائع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار

۶)...... اس کے علاوہ ذکر خیر ﴿۱﴾ عنوان بے مثل ولادت سیرت طیبہ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم، ذکر خیر ﴿۲﴾ المعروف بہ سیرت طیبہ امہات المومنین، اولادِ امجادؓ، عزیز و اقاربؓ، خاص احباب و خدامؓ گلستانِ نبوت کی مہکتی کلیاںؓ، ذکر خیر ﴿۴﴾ المعروف بہ سیرتِ طیبہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ و تلخیص بعض مکتوبات شریف ذکر خیر ﴿۵﴾ متفرق المعروف بہ تعلیمات ارباب سیرت (توحید و رسالت، انبیاء، صحابہ، اولیاء، اخلاق حسنہ، دینی اسلامی معلومات و مسائل، امراض جسمانی و روحانی کا علاج از قرآن و حدیث) پر مشتمل ہے۔ بندۂ ناچیز نے پانچوں مسودات ایک ہی ساتھ تیار کئے ہیں اسی لئے علماء وفضلا نے مشترکہ ہی اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا ہے اور اکثریت نے اس کارِ خیر کو دینی انسائیکلوپیڈیا قرار فرمایا ہے۔

۷)...... ربّ العزت شب و روز کی محنت کو شرفِ قبولیت بخشے اور مسلمانانِ عالم کی امداد فرمائے۔

رہا رات دن یہی مشغلہ مجھے کام اپنے ہی کام سے
تیرے ذکر سے تیرے فکر سے تیری یاد سے تیرے نام سے

کمترین محمد عبدالخالق توکلی

تاثرات

جن بزرگوار ہستیوں نے ذکر خیر ا تا ۵ پر مشترکہ اپنے خیالاتِ عالیہ کا اظہار فرمایا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱)...... حضرت صاحبزادہ محمد احمد ایم ایس سی خانقاہ تو کلیہ محبوبیہ صدیقیہ سیدا شریف، منڈی بہاؤالدین

۲)...... حضرت صاحبزادہ کرنل الطاف محمود ہاشمی انجینئر ایم بی اے گولڈ میڈلسٹ، خانقاہ تو کلیہ محبوبیہ صدیقیہ سیدا شریف

۳)...... حضرت صاحبزادہ رفیع الدین پرنسپل جی سی بھلوال، خانقاہ معظم آباد شریف (معظمی سیالوی)

۴)...... حضرت صاحبزادہ شیخ الحدیث علامہ معراج الاسلام منہاج القرآن سیکرٹریٹ ماڈل ٹاؤن لاہور

۵)...... حضرت صاحبزادہ سعید الحسن شاہ خطیب پاکستان علامہ ربانی ادارہ حزب الاسلام ۲۰۱ ر۔ب فیصل آباد

۶)...... حضرت جناب علامہ سید پیر غلام دستگیر زیدی، گلستان کالونی فیصل آباد

۷)...... حضرت جناب قاری ڈاکٹر پروفیسر محمد اقبال صدر شعبہ اسلامیات زرعی یونیورسٹی فیصل آباد

۸)...... جناب میاں فقیر محمد ندیم باری، صدارتی ایوارڈز یافتہ و مصنف بے شمار کتب اسلامیہ وادیب و مقرر بے مثل

۹)...... جناب صاحبزادہ عابد حسن صدر شعبہ اسلامیات و عربی میونسپل ڈگری

کالج فیصل آباد

۱۰)...... ڈاکٹر پروفیسر محمد فاروق قریشی جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

۱۱)...... جناب محمد اسلم منہاس ریٹائرڈ مجسٹریٹ فیصل آباد

۱۲)...... جناب محمد اشرف عارف، عظیم ادیب و شاعر و ماہر تعلیم ریٹائرڈ اسسٹنٹ ڈائریکٹر تعلیمات ڈویژن فیصل آباد

۱۳)...... جناب مبارک حسین ڈار، عظیم ادیب و شاعر و ماہر تعلیم ریٹائرڈ اسسٹنٹ ڈائریکٹر تعلیمات ڈویژن فیصل آباد

۱۴)...... جناب نذر محی الدین نذر جالندھری، عظیم ادیب و شاعر و ماہر تعلیم ریٹائرڈ اسسٹنٹ ڈائریکٹر تعلیمات ڈویژن فیصل آباد

۱۵)...... میاں عبدالمجید نقشبندی ایم اے، ایم ایڈ پرنسپل جی سی یونیورسٹی برائے اساتذہ فیصل آباد

۱۶)...... جناب محمد صادق، پرنسپل الصادق ماڈل ہائی سکول سابق صدر اساتذہ پنجاب

۱۷)...... ڈاکٹر محمد یعقوب، ماہر تعلیم و عظیم مبلغ اسلام جی۔ایم۔آباد فیصل آباد

۱۸)...... رانا عبدالرؤف، ایم اے، ایم ایڈ، ایل ایل بی فیصل آباد

۱۹)...... صوفی محمد ظفر اقبال نقشبندی خلیفۂ مجاز چورہ شریف

۲۰)...... رانا محمد ابراہیم ساجد ریٹائرڈ ڈپٹی سیکرٹری تعلیمی بورڈ فیصل آباد

۲۱)...... قاری صاحبزادہ مزمل حسین شاہ گیلانی، خطیب پاکستان فیصل آباد

۲۲)...... قاری علامہ ریاض حسین سیالوی خطیب و ڈپٹی سیکرٹری مجلس دعوۃ الاسلامیہ سیال شریف

۲۴)......قاری وخطیب محمد رضا امین سیفی مجددی فیصل آباد

ہر سطح کے قاری کو اس کے ذوق کی تسکین کا سامان فراہم کرنے والے حسین ترین گلدستے ذکر خیر ۱ تا ۵ کو فقط کتاب کہنا اور سمجھنا شاید زیادتی ہوگی۔ یہ ایک انسائیکلوپیڈیا ہے۔

کاش پنجاب کے تعلیمی برزجمہروں اور بڑے بڑے اداروں کو جناب توکلی کے علمی مقام اوران کی کاوش کی خبر ہوتی اور وہ اسے خود چھپوانے کا بندوبست کرتے، تاکہ سرکاری سرپرستی میں یہ کتاب ہر پیاسے تک پہنچ سکتی۔

اجمالی فہرست

آئینہ مضامین

آئینہ مضامین

آئینہ مضامین

آئینہ مضامین

آئینہ مضامین

آئینہ مضامین

باب اوّل

- ابتدائی حیات طیبہ۔ قبولِ اسلام
- نکاح مسنونہ: سیدہ رقیہؓ وسیدہ ام کلثومؓ
- بیعت رضوان اور خدمتِ سفارت
- دستِ مصطفیٰ دستِ عثمان ہے جس سے قرآن مجید اشاعت پذیر ہوا
- سندِ رضوان۔ اصحاب ثلاثہؓ
- حلیہ مبارک
- انفاق فی سبیل اللہ
- سیدنا عثمان غنی ذوالنورینؓ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں
- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور قرآن حکیم

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

(شہید مدینہ منورہ کی ابتدائی حیاتِ طیبہ)

ولادت:

۱۰ شوال ۴۶ سال قبل از ہجرت

خلافت:

محرم ۲۴ھ تا ذی الحجہ ۳۵ھ۔ مطابق۔ نومبر ۶۴۴ء تا جون ۶۵۶ء

شہادت:

۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ

نام ونسب:

اسم گرامی: عثمان، والد کا نام: عفان، لقب: ذوالنورین، خطاب: امیر المومنین۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے قرابت داری کا شرف حاصل ہے۔ یہ بنوامیہ کے چشم و چراغ تھے۔ اپنی ثروت کی وجہ سے غنی کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ عام الفیل کے چھ برس بعد پیدا ہوئے (۵۷۶ء)۔ آپ کی نانی ام بیضاء بنت عبدالمطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پھوپھی ہیں۔ آپ کی کنیت ابوعمرو تھی پھر ابوعبداللہ۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ آپ کی زوجہ محترمہ اور حضور شفیع معظم حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادہ حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے اور چند سال کی عمر میں وصال فرما گئے تھے۔ قبول اسلام سے قبل بھی آپ کی زندگی نہایت پاکیزہ گزری اور زمانۂ جاہلیت کی کوئی برائی آپ کے اندر نہ تھی۔

شخصیت:

عشرہ مبشرہ کے نامور رکن تھے تیسرے خلیفۂ راشد تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے معتمد دوست تھے۔ دوبار ہجرت کی سعادت حاصل کی۔

قبولِ اسلام:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے دوستانہ مراسم تھے۔ انہوں نے قبولِ اسلام کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تیار کیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ آپ نے کلمہ طیبہ پڑھ لیا۔ ان کے چچا اسلام کے دشمن تھے۔ حضرت عثمانؓ کو نہایت اذیت دیتے، مگر آپؓ برداشت کرتے اور صبر کرتے۔ تنگ تاریک کوٹھڑی میں بند کر دیتے اور خوراک نہ دیتے تھے۔ قبولیت اسلام میں چوتھے مسلمان تھے۔ مصنف ''آئینہ خلافت'' لکھتے ہیں:

> ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے بارے میں ہم تک تین روایات پہنچی ہیں۔ پہلی روایت بحوالہ سیرت ابن ہشام آپ کی خالہ سُعدیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ذکر خیر کیا وہ ایک کاہنہ تھیں غیب کی باتیں بتاتی تھیں۔ انہوں نے خود ہی آپؓ کو ایمان لانے کی طرف توجہ دلائی۔ دوسری روایت: شام سے ایک سفر تجارت سے لوٹتے ہوئے آپؓ نے نیم بیداری میں ایک غیبی آواز سنی مکہ معظمہ میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا ہے۔ تیسری روایت: جب حضرت عثمانؓ شام سے لوٹ کر آئے تو نئی تحریک اسلامی کا حال معلوم ہوا...... اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ترغیب سے انہی کے ساتھ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں

پہنچے اور کلمہ طیبہ پڑھ لیا۔ آپؓ کا اسلام لانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں قیام سے پہلے کا تھا۔''

(تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی قدس سرہ)

نکاح مسنونہ:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شادی نکاح مبارک حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا (بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہوا۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کو لے کر حبشہ کی طرف ہجرت فرما گئے۔

حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''حضرت عثمانؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت سیدنا لوط علیہ السلام کے بعد مع اہل بیتؓ ہجرت کی ہے۔''

جب نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینہ شریف فرمائی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مع سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا فوراً مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی علالت کے باعث غزوۂ بدر میں جا نہ سکے، لیکن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اصحابِ بدر رضی اللہ عنہم میں شامل فرمالیا۔

یاد رہے اصحاب بدرؓ کی بہت زیادہ فضیلت قرآن کریم اور حدیثِ مبارکہ میں ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ اصحاب بدرؓ کے توسل سے دعا قبول ہوتی ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تمہیں غزوۂ بدر میں شرکت کا اجر اور مال غنیمت دونوں ملیں گے۔ (بخاری شریف)

حضرت رقیہؓ وصال فرما گئیں:

واضح رہے حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر خیر ''ذکر خیر نمبر۲''

میں لکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا عقد مبارک حضرت عثمانؓ سے کر دیا۔ اسی لئے آپؓ کا لقب ذوالنورین دو نوروں والے ہے۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے بار ہا مختلف مقامات پر فرمایا ''آسمانوں پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین پکارا جاتا ہے۔

حضرت عثمانؓ ذوالنورین ہو تجھ پر سلام
حق نے بخشا تجھ کو رحمت سے شہادت کا مقام

(شاکر صدیقی)

نور کی سرکارؐ سے پایا دو شالہ نور کا
ہو مبارک تجھ کو ذوالنورین جوڑا نور کا

(صوفیائے نقشبند مصنف سید امین الدین)

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ (جو بار ہا حضور نور علیٰ نور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے بحالتِ بیداری مشرف ہوئے) نے سچ فرمایا!

''دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں گزرا جس کے نکاح میں ایک نبی کی دو بیٹیاں آئی ہوں سوائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے۔''

جب سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا وصال ۹ھ میں ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا!

''اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں میں ایک عثمانؓ کے نکاح میں دیتا اس کا انتقال ہو جاتا تو دوسری بیٹی نکاح میں دیتا اسی طرح تمام کی تمام بیٹیاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں یکے بعد دیگرے دیتا۔''

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تمام غزوات میں شامل ہوئے اور شمشیر زنی کے جوہر دکھائے۔ کاتب وحی بھی رہے اور مشہور تاجر بھی تھے۔

تو وہ محبوبِ حبیب مالک تقدیر ہے
بیعت رضوان تیری توقیر کی تفسیر ہے

بیعتِ رضوان اور خدمتِ سفارت:

۶ھ میں جبکہ آنحضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحاب رضی اللہ عنہم محض عمرہ کے لئے مکہ شریف کی طرف تشریف لے گئے تو کفارِ مکہ معظّمہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ کے مقام پر روک دیا۔ عمرہ کی ادائیگی نہ کرنے دی۔ دونوں طرف سے سلسلہ سفارت قائم ہوا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی تجویز کے مطابق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا گیا۔ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کافی اقارب مکہ معظّمہ میں تھے)۔ افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کردیئے گئے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر سن کر اپنے چودہ سو (۱۴۰۰) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایک درخت کے نیچے بیعت لی جسے قرآنی اصطلاح میں بیعت رضوان کہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہاں بیعت کرنے والے تمام اصحاب رضی اللہ عنہم کو خصوصی سند رضامندی کا اعلان قرآن مجید سورۃ الفتح آیت ۱۸ میں فرمایا جس کی تلاوت قیامت تک ہوتی رہے گی۔ مشرکین کو اطلاع ملی تو انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنایا گیا سفیر اسے بنایا جاتا ہے جس کی وفاداری اور سچائی پر مکمل اعتماد ہو۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے خود بیعت فرمائی۔ بیعت مردہ کی نہیں لی جاتی آپ کو علم تھا عثمانؓ زندہ ہیں۔ پیغمبر کی نظر ورائے الوراء غیوب کو بھی دیکھتی ہے۔ (ایک ولی کامل کی نظر سے دنیا و مافیہا زمین پر زمین کے نیچے اوپر آسمانوں پر کوئی شے مخفی نہیں ہوتی۔ اس حقیقت کے ہزار ہا ثبوت و دلائل قرآن و حدیث و کتب سیر میں موجود ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دائیں ہاتھ کو فرمایا۔ یہ عثمانؓ کا ہاتھ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ خدا تعالیٰ کا ہاتھ

ہے۔ (بلکہ حدیث صحاح ستہ کے مطابق ایک ولی کا ہاتھ بھی اللہ رب العزت کا ہاتھ ہے۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ

(لاہوری درویش حضرت اقبال قدس سرہ)

غزوۂ بدر میں سب نے دیکھا کنکریاں ریت وغیرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی طرف پھینکیں مگر رب تعالیٰ نے فرمایا!

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔

سورۃ الفتح آیت ۱۰

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ

''اے جان عالم بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔''

(ترجمہ ضیاء القرآن تفسیر ج ۴ مصنف محمد کرم شاہ الازہری)

لہٰذا دستِ عثمانؓ دستِ خدا ہے کیونکہ دست مصطفیٰ دست خدا ہے اور دستِ مصطفیٰ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دست عثمانؓ فرمایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ عین خدا کا ہاتھ ہوا جس سے قرآن مجید اشاعت پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا کلام اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ سے اشاعت پذیر ہوسکتا ہے۔ پوری کائنات میں یَدُ اللہ ہونے کا شرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ملا۔

چوں نہ بود او تا کند بیعت رسولؐ
بُد بجائے دست اُو دست رسول

واضح رہے۔ صحابہؓ میں سے بعض حضرات نے یہ اظہار کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خوش قسمت ہیں کہ کعبہ کا طواف کر رہے ہوں گے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا عثمانؓ ہمارے بغیر طواف نہیں کریں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا جب کفار نے آپ کو طواف کرنے کی پیشکش کی کہ اجازت ہے طواف کرلو۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انکار فرمادیا۔ کفار کو ٹھکرا دیا۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ احرام باندھے ہوئے تھے اور طواف وسعی کے بغیر احرام نہیں کھل سکتا۔

ثابت ہوا جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاج ور کی ہے

(اعلیٰ حضرت بریلویؒ)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عظمت و مقام ظاہر فرمانے کے لئے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف افواہِ قتلِ عثمانؓ سن کر ڈیڑھ ہزار مہاجرینؓ وانصارؓ کو خونِ عثمان کا بدلہ لینے کیلئے داؤ پر لگادیا۔ بیعت رضوان کی تلاوت قیامت تک قرآنجید سے ہوتی رہے گی، بلکہ اس درخت کے ذکر کو بھی قرآن مجید میں محفوظ فرمادیا گیا۔ آیت نمبر ۱۱۸ الفتح۔

جس کے تلے یہ بیعت لی گئی۔ بیعت کرنے والوں کے ایمان اور رب تعالیٰ کے رضوان کی مستند پختہ سند عنایت فرمادی۔

آیت کا ترجمہ:

''اللہ ان تمام اہل ایمان سے راضی ہوا جبکہ وہ اس درخت کے نیچے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کررہے تھے۔''

آیت نمبر ۱۸:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

کیا بیعت کرنے والوں (مومنین) میں سیدنا یارِ غارؓ و سیدنا فاروق اعظمؓ موجود نہ تھے؟؟

یہ سب ایمان والے۔ اللہ ان سے راضی۔ اعلانِ خداوندی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اس بیعت میں مختارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے شامل فرمالیے تو اب بھی اصحاب ثلاثہؓ رضی اللہ عنہم کے ایمان اور اللہ تعالیٰ ان سے ہمیشہ کیلئے راضی ہونے پر شک بقایا ہے۔ ابھی شک کرنے والے اور انکار کرنے والے سوائے نارِ جہنم کے اور کیا لیں گے؟

کون تھا پیغامبر صلح حدیبیہ کے دن
عرضِ مسلم ہے کہ مسلم کی روایت دیکھئے

(مولانا مسلم)

قصۂ بیعت رضوان میں اشارہ ہے یہی
ورنہ کوئی نہیں ہمدست رسولِ مختار

(حکیم مومن خان دہلوی)

حلیہ مبارک حضرت عثمانؓ:

درمیانہ قد، خوبرو، رنگ سفید مع سرخی، بال گھنگھریالے، دانت خوبصورت چمکدار، چہرہ نور علی نور مثل بدر، (چودھویں رات کا چاند)، خوبصورت جوڑا (حدیث مبارک)۔ نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکل وصورت میں مشابہ۔ (حدیث مبارک)

درِّ منثور قرآں کی سلک بہی
زوج دو نور عفت پہ لاکھوں سلام
یعنی عثمان صاحب قمیصِ ہدیٰ
حلّہ پوشِ شہادت پہ لاکھوں سلام

(اعلیٰ حضرت بریلویؒ)

انفاق فی سبیل اللہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فیاضی، سخاوت، مالی قربانی کے کئی واقعات زینتِ تاریخ ہیں:

ا۔بئر رومہ:

ایک مشہور واقعہ کتب احادیث میں ہے۔ بئر رومہ (رومہ کا کنواں) کی خریداری کا۔ یہ یہودی کی ملکیت تھا جو پانی بیچتا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے آٹھ ہزار دینار میں یہ کنواں خریدا اور مسلمانوں کے لئے وقف فرمادیا۔ بمطابق مرآۃ شرح مشکوۃ پینتیس ہزار درہم میں خریدا۔

حدیث: آج جو بھی بئر رومہ کے کنوئیں کو خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کردے گا اس کے لئے جنت ہے۔ عثمانؓ نے خرید کر وقف کر دیا۔ (بخاری)

۲۔غزوۂ تبوک:

غزوۂ تبوک میں مالی قربانی قابل دید اور قابل تقلید تھی۔ آپؓ نے غزوۂ تبوک کے نصف اخراجات کا ذمہ لیا۔ ایک ہزار اونٹ ستر گھوڑے۔ ایک ہزار دینار نقد پیش کیے۔ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ”آج کے بعد عثمان کو ان کا کوئی عمل نقصان نہیں پہنچا سکتا۔“ (ترمذی شریف)

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے ”جس نے جیش العسر (تبوک) کی تیاری کی اس کیلئے جنت ہے۔“ (بخاری شریف)

۳۔توسیع حرمین شریف:

۲۶ھ میں مسجد الحرام اور مسجد نبوی شریف کی تعمیر و توسیع کرائی تفصیل آگے ہے۔

۴۔دورانِ قحط:

ایک مرتبہ قحط کے زمانے میں ان کے سینکڑوں اونٹ غلہ سے لدے ہوئے مدینہ منورہ آئے تاجر جمع ہو گئے کہا ''میں اُسے دوں گا جو مجھے دس گناہ منافع دے'' یہ فرما کر تمام غلہ خیرات کر دیا کہ اللہ تعالیٰ دس گنا اجر دیتا ہے۔ (روزنامہ جنگ لاہور ۲۱ جولائی ۱۹۹۰ء بحوالہ صحیح مسلم شریف)

۵۔ایثار:

ایک مرتبہ ایک سائل آیا آپؓ نے پہننے کا کُرتہ بھی اس کو دے دیا اور کوئی دوسرا کُرتہ آپ کے پاس نہ تھا۔

سلام اس پر کہ جو یکتا ہوا راہِ سخاوت میں
سلام اُس پر نہیں ثانی کوئی جس کا شرافت میں

۶۔مسجد نبوی شریف:

عہد نبوت میں حضرت عثمانؓ نے پچیس ہزار درہم میں زمین خرید کر مسجد نبوی شریف کیلئے ہبہ کر دی اور اپنا گھر جنتمیں بنا لیا۔ حدیث شریف میں ہے ''جو ملحقہ زمین خرید کر مسجد کو اور وسیع کرے گا اسے جنت میں اس سے بہتر گھر ملے گا۔'' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کی دوبارہ تعمیر کے دوران دیواریں منقش پتھروں اور گچ کی بنوائیں۔ ستون منقش پتھروں کے بنوائے چھت ساگوان کی لکڑی کی تیار کروائی۔

۷۔جنت البقیع شریف:

قبرستانِ مدینہ مختصر تھا آپؓ نے ایک باغ خرید کر جو جنت البقیع شریف کے شرقی جانب تھا اسمیں شامل فرما دیا۔

۸۔ سخاوت:

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لوگوں میں روزانہ رزق (لنگر) و مال تقسیم کیا جاتا تھا۔ گھی اور شہد دیا جاتا۔ عطیات دیئے جاتے، دستر خوان بچھا دیا جاتا۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایک موقع پر ہر ایک کو ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم کی تھیلی عطا ہوئی۔ (ہر تھیلی میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم تھے)

۹۔ بیت المال:

حضرت عثمانؓ نے فرمایا "بیت المال کے کسی مال کو نہ اپنے لئے حلال سمجھتا ہوں اور نہ کسی اپنے عزیز و اقارب کیلئے جس کسی کو میں نے کوئی بڑا عطیہ دیا ہے وہ اپنی ذاتی رقم ہی سے دیا ہے۔ (خلافت راشدہ ص ا۷ بحوالہ تاریخ طبری شریف)

۱۰۔ سادگی:

کھانے اور لباس میں بھی کفایت شعاری اور سادگی کا اہتمام فرماتے۔ جمعہ شریف کے روز منبر شریف پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا گیا جو موٹا تہبند آپؓ پہنے ہوئے تھے اس کی قیمت چار پانچ درہم یعنی سوا روپے سے زیادہ نہ تھی۔ (مستدرک حاکم، طبقات الکبریٰ)

ہمیشہ یہی معمول رہا جبکہ اتنی وسیع سلطنت کے خلیفہ تھے۔ لوگوں کو بہترین کھانا کھلاتے اور خود گھر جاکر روزمرہ کا کھانا یعنی روٹی سرکہ کے ساتھ یا زیتون کے تیل سے کھاتے۔ (کنز العمال)

اا۔ حضرت عثمانؓ قیامت کے دن حساب کیلئے کھڑے نہ کئے جائینگے:

علامہ جار اللہ زمخشری نے الموافقہ بین اہل البیتؑ والصحابہؓ میں عبد خیرؒ کی ایک طویل روایت درج کی ہے۔ جس کا خلاصہ ہے کہ

میں (عبد خیر) نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو وضو کرایا (کوفہ میں) آپؓ نے فرمایا اے عبد خیر! مجھ سے پوچھو جو پوچھنا ہو۔ میں نے عرض کیا امیرالمومنین! کیا پوچھوں؟

فرمایا: جس طرح تم نے مجھے وضو کرایا اس طرح ایک مرتبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرایا تھا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوّل حساب کیلئے کون بلایا جائے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے چار نام لئے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ وعمرؓ وعلیؓ۔ جو باری باری اپنے رب کے حضور ایک مدت، دگنی مدت، تین گنا مدت اور چار گنی مدت بالترتیب کھڑے ہوں گے اور مغفرت کے بعد واپس ہو جائیں گے۔ میں (حضرت علیؓ) نے عرض کی اور عثمان بن عفانؓ؟

فرمایا ''عثمانؓ میں حیا بہت ہے اس لئے میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ ان کو حساب کیلئے کھڑا نہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے میری شفاعت قبول فرمالی۔''

(بحوالہ ماہنامہ ضیائے حرم دسمبر ۱۹۷۶ء مضمون نگار، عابد نظامی، مدیر اعلیٰ حضرت محمد کرم شاہ الازہری)

مزید فضائل حضرت عثمانؓ:

۱)..... ہم اور عثمان رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہت مشابہ ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ احسن الناس، اجمل الناس اور شبیہ ونظیر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

۲)...... حضرت خواجہ فرید الدین عطار شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یوسف ثانی بقول مصطفیٰ

بحر تقویٰ و حیا کانِ وفا

سید سادات گفتے بر فلک
شرم دارد دائم از عثمانؓ ملک

واقعہ:

راوی حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں اس طرح لیتے ہوئے تھے کہ آپ کی ران مبارک یا پنڈلیاں ننگی تھیں ابوبکرؓ آئے پھر عمرؓ نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی اور اسی حالت میں رہے پھر عثمانؓ نے اجازت لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست فرمالئے۔ جب ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ چلے گئے تو میں نے عرض کی...... فرمایا "میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔"

(مسلم، مشکوۃ)[1]

۳)..... ارشاد علی شیر خداؓ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ملاء اعلیٰ میں ذوالنورین کہا جاتا ہے۔ (تاریخ الخلفاء)

۴).. عثمانؓ بہت ہی شرمیلے ہیں فرشتوں میں بھی حیا ہے لیکن عثمانؓ کی حیا فرشتوں سے بھی زیادہ ہے۔ (مسلم شریف)

حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں ہے بے حیائی جفا ہے اور جفا جہنم

---

[1] مفہوم: جس بزرگ کی تعظیم و تکریم فرشتے بھی حیا کرتے ہیں میں اس کی عزت و آبرو میں کیوں فرق ڈالوں ابوبکرؓ و عمرؓ سے محبت کا یہ تقاضا تھا کہ کپڑے درست کرنے کا تکلف نہ فرمایا اور عثمانؓ کے لئے ان کی وہ شرم و حیا کو اور بھی روشن کرنا مقصود تھا۔

ہم پیغمبر گفت در کشفِ حجاب
حق نخواہد کرد از عثمانؓ حساب

(حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ)

میں ہے۔(مشکوۃ، ترمذی)

سیدنا عثمان بلاشبہ کامل الحیاء والایمان ہیں یہ کلمات ائمہ خطبوں میں پڑھتے ہیں۔

۵)...... ترمذی شریف جلد دوم میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے جنازے میں تشریف لے گئے مگر جنازہ نہ پڑھایا فرمایا ''یہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بغض رکھتا ہے گویا کہ یہ اللہ سے بغض رکھتا ہے۔''

''اگر بغضِ علیؓ کفر ہے تو بغضِ عثمانؓ بھی کفر ہے''

۶)...... غزوۂ ذات الرّقاع کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اہل مدینہ منورہ کے لئے اپنا نائب مقرر فرمایا۔(تاریخ الخلفاء)

غزوۂ تبوک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اہل مدینہ شریف کے لئے اپنا نائب بنایا۔ اگر اس لحاظ سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت سے کیوں انکار ہے؟

۷)...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''الٰہی میں عثمانؓ سے راضی ہوں تو بھی راضی ہوجا۔'' (عن ابوسعیدؓ)

۸)...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''عثمانؓ دنیا و آخرت میں میرے رفیق ہیں۔''

(بحوالہ البدایہ والنہایہ)

۹)...... ''حضرت عثمانؓ میرے صحابہؓ میں خُلق میں مجھ سے سب سے زیادہ مشابہ ہیں۔'' (عن ابی ہریرہؓ۔حدیث)

۱۰)...... ''اے عثمانؓ! خدا تعالیٰ نے تمہارے اگلے پچھلے ظاہری مخفی گناہوں کی معافی فرمادی ہے۔'' (عن جابر بن عطیہؓ۔حدیث)

۱۱)...... ''ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور جنت میں میرے رفیق عثمانؓ ہوں

گے۔'' (ترمذی، مسند احمد، مشکوٰۃ)

۱۲) ..... ''عثمانؓ میری امت میں سب سے زیادہ باحیا اور باعزت انسان ہیں۔''
(علامہ سیوطی)

۱۳) ..... ''عثمانؓ جنتی ہیں عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں مگر ایک مصیبت انہیں پہنچے گی۔'' (بخاری و مسلم)

۱۴) ..... ''اے عثمانؓ! خدا تعالیٰ تم پر رحم فرمائے دنیا سے تم مصیبت اٹھاؤ گے لیکن دنیا والوں کو تم سے کوئی مصیبت نہ پہنچے گی۔'' (ترمذی)

۱۵) ..... ''جو فتنہ پیدا ہونے والا ہے یہ اس میں ظلم سے قتل کئے جائیں گے۔''
(ترمذی)

۱۶) ..... ''جب تک عثمانؓ زندہ ہیں اللہ کی تلوار نیلا میں رہے گی جب شہید کر دیئے جائیں گے تو تلوار نیام سے باہر آجائے گی۔ (ازالۃ الخفاء)

۱۷) ..... از تاریخ الخلفاء۔ ابن عساکر نے زید ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب عثمانؓ گزرے فرشتہ میرے پاس بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا یہ شہید ہیں انکو قوم شہید کر دے گی مجھے ان سے شرم آتی ہے۔''

۱۸) ..... ''فرشتے عثمان رضی اللہ عنہ سے ایسے ہی شرم کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ اور حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے۔'' (حدیث)

۱۹) ..... اگر آپ رضی اللہ عنہ کبھی غسل کا قصد کرتے تو گھر میں کواڑ بند کر کے بھی کپڑے اتارنے میں اس قدر حیا فرماتے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتے تھے۔

حضرت عثمانؓ صحابہؓ کی نظر میں:

۲۰)...... اگر عثمانؓ شہید کردیئے گئے تو ہم انکا قصاص لیں گے۔ (صحابہؓ یوم حدیبیہ)

۲۱)...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمانؓ سے راضی تھے۔ (حضرت عمرؓ)

۲۲)...... آپ نے دامادیٔ رسول کا وہ عز و شرف پایا جو ابوبکرؓ و عمرؓ نے نہیں پایا۔ (حضرت علیؓ)

۲۳)...... جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مسلک (دین) سے منحرف ہوا وہ ایمان سے خارج ہوا۔ (حضرت علیؓ)

۲۴)......آپ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول (ایلچی) تھے۔ (حضرت انسؓ)

۲۵)...... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرات شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) کے بعد سب اصحابؓ سے افضل و بہتر ہیں۔ عبداللہ بن)

۲۶)...... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اگر مجھے سر کے بل چلنے کا حکم دیتے تو میں تعمیل ارشاد کرتا۔ (ابوذر غفاریؓ)

۲۷)...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں ہم کیا کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں افضل ابوبکرؓ پھر عمرؓ پھر عثمانؓ ہیں۔ (عبداللہ بن عمرؓ۔ مشکوۃ، بخاری)

۲۸)...... عثمانؓ ہم سب سے اعلیٰ ہیں بوجہ ذوالنورین ہونے کے۔ (چند اصحابؓ)

۲۹)...... حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شریعت، حقیقت اور اخلاص میں صوفیاء کرام کے پیشوا ہیں۔

۳۰)...... خوفِ خدا تعالیٰ تمام محاسن کا سرچشمہ ہے حضرت عثمانؓ اکثر خوفِ خداوندی سے آبدیدہ رہتے تھے سامنے سے جنازہ گزرتا تو کھڑے ہوجاتے۔ قبروں سے گزرتے تو اس قدر روتے کہ داڑھی مبارک

آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ سنتِ مطہرہ کے کے شیدائی تھی۔ ہر قول وفعل یہاں تک کہ حرکات و سکنات اور اتفاقی باتوں میں بھی محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو پیش نظر رکھتے تھے۔ ایک بار وضو کر کے مسکرائے لوگوں نے اس بے موقع تبسم کی وجہ پوچھی۔ فرمایا میں ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح وضو کے بعد مسکراتے دیکھا تھا۔ (مسند امام احمد)

۳۱)..... علامہ دوست محمد قریشی کا ''الفاروق'' اکتوبر ۱۹۵۸ء میں ایک مضمون بعنوان سیدنا عثمانؓ کون تھے؟ کے جواب میں ایک سو جواب تحریر فرمائے الراقم نے صرف چار لئے:

(۱) جن کے انتظار میں صحابہؓ سمیت فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بے قرار نظر آئے۔

(۲) جو ایک ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کر دیتے تھے۔

(ابن سعد جلد سوم آئینہ خلافت)

(۳) جن کا گزر اگر قبرستان پر ہوتا تھا تو بے اختیار رونے لگ جاتے اور داڑھی مبارک (آنسوؤں سے) تر ہو جاتی۔

(۴) جو نماز تہجد کے لئے پانی خود لے کر وضو فرماتے تھے۔

۳۲)...... جناب میاں محمد بخش مصنف ''سیف الملوک'' فرماتے ہیں:

شب بیدار غنیؓ سی تریجا جامع جو قرآنی
عثمان ذوالنورین پیارا مہتر بہتر یوسف ثانی

حضرت مولانا غلام رسول مصنف قصص المحسنین فرماتے ہیں:

ذوالنورین کرم دا پورا اوہ عثمان حقانی
حِلم حیا غِنا سخاوں ہور نہ اُسدا ثانی

دعائے نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم:

۴۳)......ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم ساری رات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ دعا فرماتے رہے:

اَللّٰھُمَّ اَرْضِ عَنْ عُثْمَانَ فَاِنِّیْ عَنْہُ رَاضٍی

''اے اللہ! عثمانؓ سے راضی ہوجا کیونکہ میں اس سے راضی ہوں۔'' (فضائل خلفائے راشدینؓ مصنف مولانا خدا بخش اظہر شجاع آبادی)

سبحانہ اللہ! کیسی سند خوشنودی ہے! فضائل میں احادیث امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام حاکم، امام نزار، امام طبرانی، ابن عساکر، امام سیوطی، امام احمد، امام ویلمی رحمہم اللہ تعالیٰ نے نقل فرمائی ہیں۔

۴۴)......''میں نے جو لڑکیاں عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیں وہ وحی الٰہی کے مطابق دیں۔'' (طبرانی شریف)

شانِ عثمان غنیؓ از قرآن مجید

ا۔سورۃ الاحقاف آیت ۱۶:

''یہی وہ خوش نصیب ہیں قبول کرتے ہیں ہم جن کے بہترین اعمال کو...... یہ جنتیوں میں سے ہوں گے۔ یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے جو اہل ایمان سے کیا گیا ہے۔''

ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عیب بیان کئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خصوصی طور پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے یہ آیت

کریمہ تین بار تلاوت فرمائی کہ اس کے مصداق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔
(تفسیر معارف القرآن ج ۷ ص ۸۰۸ مصنف مولانا مفتی محمد شفیع کراچی)

۲۔ حضرت عثمانؓ کا جواب:

وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ط

''اور بے شک معاف فرما دیا ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں۔''

ایک بار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ میں کسی بات پر تیز کلامی ہوگئی۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ مجھے برا بھلا کہو، کیونکہ میں بدر میں شریک تھا اور تم غیر حاضر تھے۔ میں نے بیعت رضوان کی اور آپ نے نہیں کی اور میں اُحد میں ثابت قدم رہا اور تم نہ رہے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ غزوۂ بدر میں میری غیر حاضری کی خاص وجہ تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صاحبزادی (میری زوجہ محترمہ) بیمار تھیں اور میں ان کی تیمارداری اور خدمت گزاری میں رہا اور حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مجاہدین بدرؓ کے برابر اجر کی خوشخبری بھی دی اور مال غنیمت میں سے مجھے ان کے برابر حصہ بھی دیا۔

بیعت رضوان کے وقت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سفیر بن کر کفارِ مکہ کے پاس گیا ہوا تھا اور جب تم لوگ بیعت کر چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھ کر فرمایا ھذہٖ لعثمان ''یہ ہاتھ عثمان کی طرف سے ہے۔''
میرے دائیں اور بائیں ہاتھ سے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دایاں اور بایاں ہاتھ میرے لئے ہزار درجہ بہتر ہے۔

باقی رہا غزوۂ اُحد کا حادثہ تو اس کے متعلق خود اللہ کریم نے فرمایا:

وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ط

''اور بے شک معاف فرما دیا ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں۔''

یہ مثبت جواب سن کر حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو خاموش ہونا پڑا۔

(تفسیر ضیاء القرآن ج ۱ آل عمران آیت ۱۵۵)

۳ تا ۵۔ پارہ ۳۰ سورۃ الاعلیٰ آیت ۱۰ تا ۱۲ ترجمہ:

''پس آپ نصیحت کرتے رہئے اگر نصیحت فائدہ مند ہو سمجھ جائے گا جس کے دل میں خدا کا خوف ہوگا اور دور رہے گا اس سے بدبخت''

واقعہ:

واقعہ یہ ہوا ایک انصاری نے اپنے ایک پڑوسی کی شکایت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں پیش کی کہ اس کے درخت کی ایک شاخ میرے گھر میں ہے اگر اس کا پھل میرے گھر میں گرتا ہے تو بہت سختی سے اٹھالیتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسے بلا کر فرمایا ''تو یہ درخت میرے پاس فروخت کر دے کہ اس کے عوض تجھے جنت میں ایک درخت دیا جائے گا اس نے انکار کیا۔ مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک باغ کے عوض وہ درخت خرید کر انصاری کو دے دیا۔ اس پر یہ آیات اُتریں۔

(تفسیر نور العرفان)

۶۔ پارہ تیسرا سورۃ البقرہ آیت ۲۶۱ کا ترجمہ:

''ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح ہے جس نے اگائیں سات بالیں۔ ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا اور علم والا ہے۔''

یہ آیت کریمہ سیدنا ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے غزوہ تبوک کے موقع پر ایک ہزار اونٹ مع سامان لدے ہوئے دے دیئے۔

(تفسیر نور العرفان)

۷۔ سورۃ البقرہ آیت ۲۶۲:

یہ آیت بھی شان و منقبت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ میں ہے بحوالہ تفسیر ضیاء القرآن جلد اوّل ص ۱۸۵۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر ایک ہزار دینار رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں ڈال دیئے تو اس وقت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ایسی دعا نکلی جس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جتنا ناز کریں بجا ہے فرمایا ''اب عثمانؓ جو کچھ کرتا رہے اس کو نقصان نہیں دے گا اے اللہ عثمانؓ کی آج کے دن کی قربانی فراموش نہ کرنا'' یہ دعائیہ الفاظ ایسی زبان سے نکلے جو اپنی خواہش سے حرکت نہیں کرتی۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَنْسَ ھٰذَا الْیَوْمَ لِعُثْمَان......

وہ زبان جسے کُن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حدیث سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بئر رومہ خرید کر وقف فرما دیا تو سلطانِ دوجہان صلی اللہ علیہ وسلم ساری رات اٹھا کر دعائیں کرتے رہے۔ ''مولا! میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے راضی ہوا تو بھی راضی ہو جا۔''

یہ دعا کرتے کرتے سویرا ہو گیا تو آیت ۲۶۲ سورۃ البقرہ لے کر سیدنا جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ (تفسیر نعیمی پارہ ۳ ص ۱۰۲)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی سخاوت و ایثار:

اسی دوران ایک اور واقعہ پیش آیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اسی آیت کریمہ میں شامل ہوئے۔ آپؓ کے گھر کھانا نہ تھا۔ آپؓ نے سیدہ فاطمہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی قمیص چھ درہم میں فروخت کر دی۔ ایک سائل آ گیا سارے درہم

اُسے دے دیئے۔ آگے ایک شخص ایک اونٹنی بیچتا ہوا ملا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بطور قرض خرید لی لے کر چلے ہی تھے کہ ایک خریدار مل گیا جس نے بہت نفع پر خرید لی۔ چاہا کہ قرض خواہ کا قرض ادا کردیں۔ تلاش کیا وہ نہ ملا یہ واقعہ حضور رسالت مآب کی خدمت میں عرض کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سائل مالک جنت رضوان تھے۔ (بائع میکائیل اور خریدار جبریل، بحوالہ تفسیر نعیمی ج ۳)

۸۔ سورۃ احزاب پارہ ۲۲ آیت ۲۳ کا ترجمہ:

''مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کردیا جو عہد اللہ سے کیا تھا تو ان میں کوئی اپنی منت پوری کرچکا۔''

دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی غزوات میں ثابت قدم رہتے ہوئے اپنے رب سے کیا ہوا عہد پورا کیا۔ (تفسیر نور العرفان)

۹۔ سورہ زمر پارہ ۲۴ آیت ۹ کا ترجمہ:

''بھلا جو شخص عبادت میں بسر کرتا ہے رات کی گھڑیاں کبھی سجدہ کرتے ہوئے کبھی کھڑے ہوئے (بایں ہمہ) ڈرتا ہے آخرت سے اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی رحمت کی۔''

بعض مفسرین کے نزدیک یہ آیت کریمہ تمام اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق میں ہے۔ بعض کے نزدیک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے۔ حضرت ذوالنورین رضی اللہ عنہ تہجد کے بہت پابند تھے اور اس وقت اپنے کسی خادم کو بیدار نہ کرتے تھے۔ پانی کا اہتمام وغیرہ خود ہی فرماتے تھے۔

۱۰۔ سورۃ الحدید پارہ ۲۷ آیت ۷ کا ترجمہ:

''اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی راہ میں کچھ وہ خرچ کرو

جس میں تمہیں اوروں کا جانشین کیا اور جو تم میں ایمان لائے اور اس کی راہ میں خرچ کیا ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

اس آیت کریمہ میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت کا خصوصی بیان ہے۔ یہ آیت شریفہ غزوۂ تبوک کے موقع پر نازل ہوئی۔

۱۱۔ سورۃ الصّف آیت ۱۰ تا ۱۳:

تلاوت و ترجمہ مترجم قرآن سے پڑھیں۔ جزاکم اللہ فی الدارین

تشریح مضمون:

ان آیات میں فتوحات اصحاب ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا ذکر ہے۔ بحوالہ تفسیر نورالعرفان۔ اور خلافتِ سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا نورانی بیان ہے۔ یہ خلافتیں برحق ہیں۔ ان کی فتوحات رب تعالیٰ کو پیاری ہیں جن کی بشارت آیت ۱۳ میں ہے۔

> ''ایک چیز جو تمہیں بڑی پسند ہے (وہ بھی ملے گی) اللہ کی جناب سے نصرت اور فتح بالکل قریب ہے اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کو بشارت سنا دیجئے۔'' (آیت ۱۳)

باب دوم

- انتخاب۔خطبۂ خلافت
- فتوحات
- اصلاحات اور کارنامے
- نورانی بیان از نواب صدیق حسن خان آف بھوپال
- خلافت راشدہ کا عظیم ستون
- دینی خدمات
- جامع قرآن مجید
- سیرت و کردار
- کرامات

انتخابِ خلافت سیدنا عثمانِ غنی ذوالنّورینؓ

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو ممتاز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا:

''کسی کو اپنا جانشین مقرر فرما دیجئے''

جب اصرار بڑھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جن حضرات کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے جنتی فرمایا تھا اور جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش رہے تھے اُن میں سے کسی کو خلیفہ بنا لینا میرا اشارہ حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت زبیر بن العوام، حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کی طرف ہے۔ یہ بھی فرمایا:

''عبداللہ بن عمر کو خلافت سے کوئی واسطہ نہ ہوگا وہ صرف مشورہ میں شریک ہوں گے۔ تاکید فرمادی تین دن کے اندر اندر اپنا خلیفہ ضرور منتخب کر لینا۔ حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ نماز کی امامت فرمائیں گے (عبوری دور تین دن کے اندر) اہلِ شوریٰ کا اجتماع ہوا۔ سب نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر اعتماد کیا کہ جو فیصلہ کرو گے ہمیں منظور ہے۔ وہ سارا دن ہر ایک سے مشورہ لیتے رہے۔ رات کو استخارہ میں لگے رہے، چوتھے دن انہوں نے سیدنا ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان کر دیا۔ سبھی حضرات نے جان و دل سے قبول کیا۔''

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے ممبر شریف پر بیٹھ کر جو پہلا خطبہ ارشاد فرمایا اس کے چند جملے:

میں بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلوں گا۔ میں نئی باتیں ایجاد کرنے والا

نہیں ہوں، اللہ بزرگ و برتر کی کتاب اور سنتِ مطہرہ کے بعد مجھ پر تین چیزیں بطور فرض عائد ہوتی ہیں، اوّلاً جو لوگ (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم) مجھ سے پہلے ہو گذرے ان کی اتباع اور پیروی کرنا۔

ثانیاً: نیک لوگوں کے اختیار کردہ طریقے کی پیروی جن پر تم کسی مصلحت کی بنا پر پہلے گامزن نہ ہو سکے اور جن باتوں کو تم ضرور خیال کرتے ہو غور سے سن لو! دنیا بڑی دلکش اور دلفریب ہے اس نے لوگوں کو بہکایا اور بہت سے لوگ اس کے دام میں پھنس گئے... یہ دنیا قطعاً نا قابلِ اعتبار ہے۔

اس نورانی بیان میں دنیا سے نفرت اور فکرِ آخرت کی تلقین کی گئی ہے۔ یہ خطبہ کا مرکزی خیال ہے۔ (آئینۂ خلافت مصنف پروفیسر سعید اختر)

بیان متعلقہ خلافت:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نامزدگی، عشرہ مبشرہ میں سے باقی چھ کے انتخاب، اور جملہ مہاجرین رضی اللہ عنہم کے اتفاقِ کلّی کی پیش کردہ خلعت تھی۔

ابنِ سعد رحمۃ اللہ علیہ و حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے بیعت کرنے کے بعد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ہمارا موجودہ امیر دیگر تمام لوگوں سے زیادہ بہتر و برتر ہے اور امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پیروی و تعمیل احکام میں انشاء اللہ ہم کسی قسم کی کوتاہی نہیں کریں گے''

خلافت کے سالِ اوّل ہی میں ۲۴ھ ملک رے، تمام متعلقہ شہروں کے دوبارہ اسلامی قبضہ میں آئے۔

(تاریخ الخلفاء مترجم اقبال الدین احمد مصنف علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

نکسیر کا سال:

۲۴ھ سالِ اوّل خلافتِ عثمانی میں لوگوں کو ناک راہ خون آنے لگا تھا۔ اس سال کو نکسیر کا سال کہتے ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اتنی زیادہ نکسیر ہوئی کہ حج کے لیے نہ جا سکے۔ (تاریخ الخلفاء)

مرویات:

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے ۱۴۶ احادیث مروی ہیں۔ یہ تمام احادیث تاریخ الخلفاء میں موجود ہیں۔

فتوحات

(مختصراً عرض کیا جائے گا)

خلیفہ بلا فصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جو فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں نہایت شان سے جاری رہا اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نہایت محنت سے آگے بڑھایا۔ اسلامی حکومت چوالیس لاکھ مربع میل تک پھیلی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بہت سے علاقے جو مفتوح ہو چکے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے برسرِ اقتدار آتے ہی آمادہ بغاوت ہوئے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور اُن کے عمّال نے حُسنِ تدبیر اور حوصلہ مندی سے کام لے کر تمام بغاوتوں کو فرو کیا۔ بغاوتوں کو ختم کرنے کے لیے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مجاہدانہ نمایاں کارنامے دکھائے۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے کا ارادہ ملتوی فرما کر اسکندریہ کی بغاوت کو کچلنے کی مہم ان کو سونپی۔ انہوں نے مصر میں عمرو بن ... اقتدار دوبارہ قائم کیا۔ مغربی محقق پروفیسر بٹلر نے بھی حضرت عمرو بن

عاص رضی اللہ عنہ کی رعایا نوازی اور عدل پروری کا اقرار کیا ہے۔ آرمیبیا اور آذر بائیجان میں بھی بغاوتیں ہوئیں مگر ختم کر دی گئیں۔ اس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے عمال کا امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ بہت بڑا احسان ہے ورنہ کفر کی طاقت دوبارہ بڑھ جاتی۔ باغی اور خود مختار علاقوں میں دوبارہ اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا۔

۲۶ھ میں افریقہ کی فتح میں بڑے بڑے اجل صحابہ رضی اللہ عنہم بھی شریک ہوئے مثلاً عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ لشکر کے سالار تھے۔ عبداللہ بن سعد، عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مزید کمک حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے بھجوائی کیونکہ غیر مسلم کی افواج کی تعداد کئی لاکھ تھی۔ شمالی افریقہ میں گری گریس (جرجیر) کی حکومت تھی اس نے اعلان کیا جو سپہ سالار لشکرِ اسلام عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کا سر قلم کر کے لائے گا اسے ایک لاکھ دینار انعام دوں گا اور اپنی بیٹی اس سے بیاہ دوں گا۔ اُدھر سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہ (نواسۂ صدیقِ اکبرؓ) نے جوابی طور پر اعلان کروا دیا جو جرجیر کو قتل کر کے سر لائے گا میں اسے ایک لاکھ دینار دوں گا، نیز اسے اس کی بیٹی سے بیاہ دوں گا۔ پس رومیوں کو بڑی زبردست شکست ہوئی۔ جرجیر قتل ہوا، مؤرخین اس جنگ کو یرموک اور قادسیہ کے بعد عظیم ترین معرکہ قرار دیتے ہیں۔

افریقہ کی فتح ہونے کی خوشخبری کے ساتھ تمام مالِ غنیمت مدینہ شریف کی طرف روانہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کی افواج کا سیلِ رواں طرابلس، اندلس اور مغرب کے شہروں کی طرف بڑھا اور ان پر چھا گیا۔

فتح قبرص ۲۸ھ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ خلافت میں حاضر ہو کر دوبارہ بحری بیڑہ تیار کرنے کی اجازت مانگی ... حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ نے مشروط اجازت دے دی۔ جزیرہ قبرص فتح ہوگیا۔

خواب اور پیش گوئی:

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے برسوں پہلے جو خواب دیکھا تھا کہ بحر اخضر کی سطح پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لوگ سفر کر رہے ہیں وہ خواب پورا ہوگیا۔ اس علاقے سے قیصرِ روم کا نام ونشان مٹ گیا۔ عیسائت کا جسم بے جان ہوگیا۔

(خلافائے راشدین مصنف مولانا عبدالشکور)

جنگِ سفائین ۳۱ھ:

فریقین کی کشتیاں اسکندریہ کی بندرگاہ پر آمنے سامنے تھیں، گھمسان کا رن پڑا، سمندر کے ساحل کا پانی انسانی خون سے سُرخ ہوگیا۔ لاشیں تیر رہی تھیں، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی (طبری) قیصرِ روم غسل خانہ میں ہلاک ہوا۔

کسریٰ ایران کی ہلاکت:

قسطنطین ثالث بن ہرقل (قصرِ روم) ۳۱ھ میں ہلاک ہوا اور اسی سال نیردجرد شہریار شاہِ فارس (کسریٰ ایران) بھی قتل ہوا۔ اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی عہدِ عثمانی میں پوری ہوئی:

''جب قیصرِ روم ہلاگ ہوگا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا''۔ (البدایہ والنہایہ)

۳۱ھ میں خراسان والوں نے بغاوت کی، عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی) سرکوبی کے لیے مامور ہوئے۔ کامیابی سے ہمکنار ہوئے، فارس، کرمان، بجستان، خراسان کے تمام علاقے فتح کر ڈالے، اللہ تعالیٰ کا

شکر ادا کرنے کے لیے عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے نیشاپور سے احرام باندھا، حرم شریف روانہ ہوئے اور پھر حرمِ مدینہ شریف میں حاضری دی۔

اصطخر کی فتح:

بلاد فارس کے بہت بڑے صوبے میں دوبارہ بغاوت ہوئی، دونوں بار بغاوت فرد ہوگئی، اس کا اس کا سہرا ابھی عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ ہی کے سر ہے۔ عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا نام بھی خالد بن ولید رضی اللہ عنہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ جیسے عظیم جرنیلوں کے ساتھ لیا جاتا رہے گا۔

عہدِ عثمانی میں اتنے علاقے فتح ہوئے کہ اسلامی قلم رَو کا رقبہ عہدِ فاروقی سے دوگنا ہوگیا۔

دورِ عثمانیؓ کے عظیم جرنیل:

① حضرت سعد بن العاص رضی اللہ عنہ گورنرِ کوفہ اور فاتحِ طرابلس

② عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ گورنرِ بصرہ، فاتحِ خراسان مکمل، ترکستان۔

③ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ گورنرِ کوہ فاتح آذربائیجان اور آرمینیا۔

④ عمر بن العاص رضی اللہ عنہ فاتحِ مصر اور گورنرِ مصر۔

⑤ عبداللہ بن سعید بن ابی سراح رضی اللہ عنہ فاتحِ طرابلس، حضرتِ عثمان کے رضائی بھائی بھی تھے۔

⑥ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فاتحِ شمالی افریقہ، شام اور بیروت کی معرکہ آرائیوں میں نام پیدا کیا۔

⑦ امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اُردن اور عہدِ عثمانی میں سارے شام کے گورنر مقرر رہوئے۔

یہ تمام جرنیل اور گورنر عسکری کارناموں میں بہت ممتاز تھے جنہیں

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فوجی اور سول عہدے دیئے، یہ الگ بات ہے کہ غالب اکثریت اموی خاندان سے ہی تعلق رکھتی تھی۔ فتوحاتِ مشرق میں خراسان ماورالنہر، ترکستان، سندھ اور کابل مغرب میں اسکندریہ، مراکش، تونس، الغرب، طرابلس، سلطنت اسلامیہ میں شامل ہوئے۔ پہلی بحری لڑائی انہی کے دور میں ہوئی، اس معرکہ میں ہرقل کا بحری بیڑہ تباہ ہوا۔ پرچمِ اسلامی کئی آباد جزائر پر لہرانے لگا۔ جزائر قبرص کریٹ، مالٹا وغیرہ کی فتوحات انہی کے منتخب کردہ عمال و امراء کی شجاعت و قابلیت کے ثمرات تھے۔

منقبت عثمان ذوالنورینؓ

(نوائے وقت لاہور یکم جنوری ۱۹۷۶)

تجھ پہ ہو قربان ہماری جان عثمانِ غنیؓ
عزتِ دین جامع قرآن عثمان غنیؓ

بعد ابوبکرؓ و عمرؓ خلافت ہے تیری
اہلِ حق ہے یہی ایمان عثمانِ غنیؓ

جُز تیرے کوئی بھی ذوالنورین کہلایا نہیں
اللہ اللہ کیا ہے تیری شان عثمان غنیؓ

تُو نے خون ریزی نہ کرنے دی مدینہ پاک میں
ہوگیا چپکے سے خود قربان عثمان غنیؓ

اس میں کیا گنجائشِ شک ہے کہ تُو ہے جنتی
سرورِ دین نے کیا اعلان عثمان غنیؓ

کسی کو یہ رتبہ شہادت کا ملا ہے دہر میں
سامنے رہا تیرے قرآن عثمانِ غنیؓ

صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہم زُلفِ علی رضی اللہ عنہ
کاتبِ قرآن بن عفّان عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ

(جناب فخر)

اصلاحات اور کارنامے

ابنِ خلدون:

ابنِ خلدون جو عمرانیات کا بانی بھی ہے اور ممتاز سیاسی مفکر بھی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے سیاسی تدبر کا یوں اعتراف کرتا ہے:

''حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو سیاسی امور میں خصوصی مقام حاصل تھا لیکن چونکہ زمانۂ ابتدا میں مخالفوں کی نکتہ چینی اور زبان درازی عام ہو گئی تھی اور ہر شخص بلالحاظ مراتب اعتراض کرنے میں مستعد تھا اس لیے ان کے انتظامات اور مصالح سلطنت نظروں سے اوجھل ہو کر رہ گئے''

یہی فاضل مؤرخ آگے رقم طراز ہے:

''علامات حرم کی تجدید کی، جدہ کو ساحل سمندر قرار دیا، امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مصحف پر جمع کیا۔ مسجد نبوی کو پختہ بنوایا۔ غرض ذوالنورین رضی اللہ عنہ ایسے ایسے امور اختراع کیے کہ جس کی نظر کہیں اور نہ ملے گی۔''

فوجی اصلاحات:

فوجی اور انتظامیہ کے عہدے الگ الگ کر دیئے، اسلامی فوج کے ہر سپاہی کے وظیفے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ وظیفے پر سو درہم کا سرکاری طور پر اضافہ کیا۔ طرابلس، قبرص، طبرستان، آرمینیہ میں مزید فوجی مراکز قائم فرمائے۔ بعض اضلاع میں چھاؤنیاں بنائیں۔ عبداللہ بن قیس حارثی رضی اللہ عنہ امیر البحر تھے

جنہوں نے پچاس بحری معرکہ آرائیاں کیں۔ سلطنت روما کے عظیم الشان بحری بیڑے کو شکست فاش دی۔ ایک کٹھن وادی کو عبور کرنے پر گورنر بصرہ ابنِ عامر رضی اللہ عنہ کی پوری فوج کو چالیس لاکھ درہم ادا کرنے کا حکم دیا۔

شورائیت اور جمہوریت:

شورائیت نظام ورثے میں پایا......

① اُن کی اپنی خلافت چھ افراد کی مشاورت سے طے پائی تھی۔

② تصورِ حکومت کا اندازہ آپ رضی اللہ عنہ کے ۳۵ھ کے ایک خطبے کے ان الفاظ سے ہوتا ہے: ''تم میرے شریک کار ہو مسلمانوں کے حالات کو اچھی طرح جانتے ہو تم مجھے مشورہ دو۔''

③ پہلی مرتبہ عمّال کی مجلسِ شوریٰ کی بنیاد ڈالی۔ گورنروں کا اجلاس بلایا اور کہا:

''تم مجھے مشورے دیا کرو۔''

رائے عامہ کا احترام:

ہر شخص کو اظہارِ خیال کی آزادی تھی۔ ہر ایک کو شخصی حقوق کی پوری پوری ضمانت دی گئی، اسلامی جمہوریت درجۂ کمال تک جا پہنچی۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو بیت المال کا بروقت قرضہ نہ ادا کرنے کی پاداش میں معزول فرمادیا۔ گورنر ولید رضی اللہ عنہ پر حد جاری فرمادی۔ (ان پر شراب نوشی کا الزام تھا) حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو رعایا کی شکایات کی بنیاد پر عہدوں سے علیحدہ کیا گیا۔

عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ فاتحِ افریقہ کو آنجناب رضی اللہ عنہ نے خُمس کا پانچواں حصہ بطور انعام دے دیا۔ عوام کو یہ فیصلہ ناگوار محسوس ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے یہ رقم لوٹا دینے

کا حکم دے دیا۔ رائے عامہ کے احترام کی اس سے زیادہ اور کیا مثال ہو سکتی ہے؟ حریت فکر و ضمیر کی روایات پر کوئی قدغن نہ لگائی۔

تعمیرات و رفاہِ عامہ کے کام:

تعمیرات میں مہمان خانے سرفہرست ہیں۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قاضی کوفہ کا دولت کدہ دارالضیافت کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ مزید سڑکیں بنوائی گئیں۔ کنوئیں کھدوائے گئے۔ کئی چشمے کھدوائے گئے۔ چوکیاں سرائے، چشمے مدینہ شریف کے راستے میں جگہ جگہ تیار کروائے۔ خیبر کی سمت سے سیلاب مدینہ منورہ میں آجاتا تھا جس کے لیے مضبوط بند بندھوایا۔

دینی خدمات:

۲۶ھ میں انصابِ حرم کی تجدید کا حکم دیا۔ کعبۃ اللہ کی توسیع فرمائی۔ قرب و جواہر کے لوگوں نے اپنے مکانات گراں قدر معاوضہ لے کر فروخت کیے لیکن چند افراد نے انکار کر دیا اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

> ''جانتے ہو تمہیں کس چیز نے اتنا جری اور گستاخ کر دیا ہے؟ تمہیں سوائے میرے حِلم کے اور کسی چیز نے مجھ پر جری نہیں کیا تمہارے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی معاملہ کیا تھا مگر تم انکے سامنے زبان تک نہ ہلا سکے۔'' (طبری)

عہدِ نبوت میں مسجدِ نبوی شریف کی توسیع کا معاملہ سامنے آیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پچیس ہزار درہم میں زمین خرید کر ہبہ کر دی اور اپنا گھر جنت میں بنا لیا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''جو ملحقہ زمین خرید کر مسجد کو اور وسیع کرے گا اسے جنت میں اس سے بہتر گھر ملے گا۔'' مسجد کی دوبارہ تعمیر کروائی، دیواریں منقوش پتھروں اور گچ کی بنوائیں۔ ستون بھی منقوش پتھروں کے بنوائے،

چھت ساگوان کی لکڑی کی ڈالی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک باغ ''حش کوکب'' خرید فرمایا جو جنت البقیع کے مشرقی جانب تھا اور قبرستان میں شامل فرما دیا جہاں آپ کا مزار پُر انوار ہے۔

رعایا کی خبر گیری:

مؤذن کے اذان دینے کے بعد ممبر پر تشریف لاتے تو لوگوں کے حالات دریافت فرماتے۔ اُن کا حال اور صحت کے بارے میں پوچھتے۔

اعلان فرما دیا گیا تھا ''لوگ معروف پر عمل کریں، منکرات سے بچیں، میری حمایت طاقتور کے مقابلہ میں کمزور اور مظلوم کو حاصل رہے گی۔ سبحان اللہ ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو رعایا کا کس قدر خیال تھا۔

عُمّال کا احتساب:

تمام صوبوں میں گشتی مراسلہ بھجوایا کہ حج کے موقعہ پر جسے شکایت ہو اپنا حق لے لے یا معاف کر دے۔ حج کے موقع پر تمام عمّال حکماً حاضر ہوتے۔ عادلانہ فیصلے ہوتے۔

عوامی خوشحالی:

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بعد ابوبکر بعض لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عیب جوئی کرتے تاہم لوگوں میں روزانہ رزق و مال تقسیم ہوتا تھا۔ صبح سویرے عطیات لے لو' رزق حاصل کرلو شہد لے لو' ایسے اعلانات ہوتے اور تمام لے لیتے تھے۔ عطیات اور رزق کا دریا بہہ رہا تھا، سخاوت بے مثل ہوتی۔

حضرت امامِ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں لوگوں کو بہت زیادہ وظائف دیئے، ایک بار ہر شخص کو ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم کی تھیلی عطا ہوئی۔ مسجدِ نبوی شریف

میں عابدوں، اعتکاف کرنے والوں، مسافروں اور فقراء کے لیے تمام دستر خوان بچھا دیا جاتا۔ (آئینۂ خلافت مصنف پروفیسر سعید اختر)

حُسنِ اخلاق:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بالوں میں سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا نے کنگی کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: عثمان رضی اللہ عنہ کا برتاؤ کیسا ہے عرض کیا: بہت ہی اچھا ہے۔ فرمایا: میری بیٹی ان کی تکریم کیا کرو! وہ اخلاق میں سب صحابہ رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر مجھ سے مشابہ ہیں۔

بطور ناشر قرآنِ مجید

(جامع القرآن)

۲۵ھ میں سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ آرمینیہ اور آذر بائیجان کے محاذ سے واپس لوٹے تو وہ قرآن شریف کی ادائیگی الفاظ کے بارے میں مختلف قبائل کے اختلافات سے پریشان خاطر تھے کیونکہ اطراف و بلاد میں قرأت کا مسئلہ باعث نزاع بنتا جارہا تھا۔ حمص، دمشق، کوفہ، بصرہ والے ہر ایک اپنی اپنی قرأت کو صحیح سمجھتے تھے۔ انہوں نے سیدنا ذوالنورین سے مل کر صورتِ حال عرض کی۔ ''قبل اس کے کہ لوگ یہود و نصاریٰ کی طرح گمراہ ہوں آپ کوئی معقول بندوبست کر دیجئے اور اُمت کو سنبھالیئے۔

حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ نے صحائف لیے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ، سعید بن عاص رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن کو نقول تیار کرنے پر مامور کیا۔ فرمایا اگر تم میں ادائیگی الفاظ (قرأت ولغت) کا کوئی اختلاف ہو تو لغتِ قریش پر لکھو! نقول تیار کردہ نیز اطراف بلاد میں بھجوائیں۔

مولانا عبدالحق حقانی دہلوی لکھتے ہیں:

''زید بن ثابت نے پھر وہی اہتمام کیا جو عہدِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں کی گیا۔۔۔ تمام اجزاء جمع کئے...... حفاظ کو بھی شریک کیا...... حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مرتب کروایا نسخہ بھی سامنے رکھا، کتابت اور حفظ کے متعلق گواہ بھی لیے، اپنے ساتھ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، ابن ہشام، ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کو بھی شامل کیا، بارہ اصحاب رضی اللہ عنہم اس کام پر مامور تھے۔ نسخہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدہ امّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا گیا۔ چونکہ از سرِ نو اہتمام فرمایا گیا تھا اس لیے سیدنا عثمانِ غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ جامع قرآن مشہور ہوئے۔ قیامت تک خطبہ جمعہ کی نماز کے خطبوں میں جامع قرآن کے لقب سے تلاوت کرتے رہیں گے۔''

در اصل عرب قبائل کا لہجہ جدا جدا تھا۔ بعض حروف کی ادائیگی وہ الگ الگ طریقہ پر کرتے تھے۔ مثلاً قبیلہ حمیر کے لوگ والقمر کو وامقمر سے بدل دیتے۔ بنو ہذیل ''ح'' کو ''غ'' سے بدل لیتے۔ بنو سعد ''ع'' کو ''ن'' سے بدل دیتے (ہمارے ہاں بھی ہر علاقہ کی بولی الگ الگ ہے)۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن مجید کو سات قرأتوں میں پڑھنے کی اجازت دی تھی مگر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے نئے حالات کو محسوس فرمایا اور حرفِ قریش کے لب ولہجہ، طرز ادا طریقِ قرأت کو باقی رکھا۔ قرآنِ کریم لغتِ قریش پر ہی نازل فرمایا گیا تھا۔

بلا شبہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے امّت کو اختلافات سے بچالیا اور ایک قرأت پر جمع فرمادیا۔ قیامت تک ان کا یہ احسانِ عظیم ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پہلے اس بات میں اختلاف کیا تھا مگر بعد میں اس اقدام کو صحیح قرار دیا۔

مصحف الامام (سرکاری نسخہ) قسطنطنیہ میں موجود رہا۔ علامہ شبلی نعمانی نے ۱۸۹۲ء میں اس کی زیارت کی تھی، اب تلف ہو گیا ہے۔ مصحف بصریٰ مصر کی لائبریری

کی زینت ہے، مصحف بحرین فرانس کی لائبریری میں ضیا بار ہے۔ مصحف مکی جامع دمشق میں جلوہ نما ہے مصحف یمنی کتب خانہ ازہر میں سرمایۂ افتخار ہے مصحف شامی تلمستان کے شاہی خزانے کا گوہر نایاب ہے یعنی آج بھی چھ نسخے موجود چلے آتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ٹھیک کام کیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا اصحاب رضی اللہ عنہم اور اہلِ الرائے کے مشورے سے کیا۔ یہ ارشاد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے۔ امامِ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو ایک قرأت پر جمع کر دیا۔ امام ابنِ عساکر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی دو صفات صبر کہ جامِ شہادت نوش فرمایا اور دوسرے لوگوں کو قرآن کریم پر جمع کرنا اور کسی بزرگ صحابی میں نہیں۔ امامِ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ: جمع القرآن عثمان رضی اللہ عنہ کی عظیم ترین نیکی اور بہت بڑی خدمت ہے۔''

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلے شخص ہین جنہوں نے ایک قرأت پر امت کو جمع کر دیا۔ آج جو بھی تلاوت کرتا ہے اس پر جامع قرآن عثمان رضی اللہ عنہ کا احسان ہے۔ (قاضی محمد سلیمان سلیمان منصور پوری)

حضرت محمد کرم شاہ ایم۔اے (الازہر) تحریر فرماتے ہیں: جب بھی کوئی آیت یا مجموعہ آیت یا سورۃ نازل ہوتی تو ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق کاتبانِ وحی اسے ضبطِ تحریر میں لے آتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر آیت کے متعلق یہ تصریح فرماتے کہ یہ آیت فلاں سورۃ میں فلاں مقام پر لکھی جائے... یہ تحریر کاغذوں، ہڈی کے ٹکڑوں، کھجور کے چھلکوں، پتھر کی سلوں وغیرہ اشیاء پر لکھی جاتی رہیں حفاظت کا سب سے اہم ذریعہ حفظ قرآن مجید تھا۔ کئی صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے تھے جنہیں تمام کا

تمام قرآن حکیم یاد تھا۔ جب ارتداد کا فتنہ اٹھا تو مسیلمہ کذاب سے یمامہ کے مقام پر مسلمانوں کی جو خونریز جنگ ہوئی ..... اس میں سات سو کے قریب صرف حفاظ قرآن نے جامِ شہادت نوش کیا (القرطبی) اس سانحہ نے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو بہت پریشان کر دیا ... بارگاہِ خلافت میں عرض کی...... مصلحت کا تقاضا یہ ہے اسے کتابی شکل میں جمع کر دیا جائے...... خلیفۂ اوّل کی فہمائش سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بھی انشراح صدر حاصل ہو گیا...... اہلِ عرب کی مادری زبان عربی تھی۔

جمع و تدوین قرآن مجید

لیکن اہل عرب کے لہجوں' تلفظ' بعض اعراب میں بیّن تفاوت تھا (یہ صورت حال ہر زبان میں ہر جگہ ہوتی ہے)...... ابتداء میں قرأت کی اجازت ان کے انداز کے مطابق تھی...... جب دوسرے ممالک بھی قلمرو اسلامی کا حصہ بن گئے...... ہر ایک نے اپنے تلفظ وغیرہ کو صحیح جانا...... عہد عثمانی رضی اللہ عنہ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جنگ ارمینیہ میں شریک تھے...... اختلافِ قرأت سے نزاع پیدا ہو گیا ...... حذیفہ رضی اللہ عنہ مدینہ شریف آئے اور سب سے پہلے امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ اس امت کی چارہ سازی کیجیے۔ اس سے پیشتر کہ یہ ہلاک ہو جائے...... نزول قرآن کریم لُغتِ قریش کے مطابق ہوا تھا۔ صحابہؓ کے مشورے سے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ ایک نُسخہ لُغت قریش کے مطابق لکھیں۔ بعد از تیاری متعدد نقول دیار و امصار میں بھیج دی گئیں۔ دوسرے نسخوں کو ممنوع قرار دیا گیا..... اس طرح ایک مہلک ترین فتنہ کا سدِ باب ہو گیا۔ جو قرآن کریم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اور پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے مدوّن فرمایا (خالص قریشی لُغت پر)۔ اب تک بغیر کسی تغیّر کے محفوظ ہے۔ اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔ اس کا اعتراف درست دشمن سب کرتے ہیں۔"

(بحوالہ تفسیر ضیاء القرآن جلد اوّل۔ مقدمہ از حضرت محمد کرم شاہ علیہ الرحمۃ)

حضرت عثمانؓ کی سیرت و کردار پر تبصرہ:

نہایت ذہین، صاحبِ فراست، صلح مشرب، صاحبِ بصیرت تھے۔ مشکل ترین لمحات میں حق کے لیے فقید المثال عزیمت و استقامت کا مظاہرہ کیا۔ ماہرِ قانون وراثت تھے۔ ذوالنورین رضی اللہ عنہ القاب والے تھے۔ بے مثل سخی تھے۔ سینکڑوں بیواؤں، مسکینوں کی کفالت فرماتے۔

تنہا اور غسل کے موقع پر بھی اپنے ستر کو ننگا نہیں کیا، عفو و تحمل اور صبر و درگذر کے جاذبِ نظر مرقع تھے..... باغیوں نے نرمی سے ناجائز فائدہ اٹھایا، ایک ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کر دیتے تھے۔

مجسمہ حُبِّ رسول تھے.....فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''میری سو لڑکیاں ہوتیں اور ایک ایک مرتی کیے بعد دیگرے عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دیئے جاتا۔''

تیسرے خلیفہٗ راشد کی ابتدائی پانچ سال کی فتوحات زرّیں یادگار ہیں۔ پوری امت کو ایک مرکز پر لانے کے لیے مصحف صدیقی کی خوب اشاعت فرمائی باقی مصاحف تلف کروا دیئے۔ یہ احسان قیامت تک رہے گا۔

(تاریخ اسلام مصنف پروفیسر بشیر احمد تمنا۔ جی سی گوجرانوالہ)

کرامات:

آپؓ کی پوری حیاتِ طیبہ ہی کرامت تھی۔ مشتے نمونہ از خروارے چند ایک لکھی جاتی ہیں:

۱)..... عہدِ صدیقی میں قحط پڑا۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تجارتی قافلہ آیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے سارا مال صدقہ کر دیا۔ رات کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خواب میں دیکھا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تیزی سے جا رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''عثمان کا

صدقہ قبول ہو گیا۔ اللہ نے اس کی جنت کی، حُور سے شادی کی ہے۔ اس کے ولیمے میں سارے جنتیوں کو بلایا ہے۔ راقم نے خلاصہ لکھا ہے۔

۲)...... عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن میں نے کانوں سے سنا ''عثمان رضی اللہ عنہ کو راحت اور رب کی ملاقات کی خوشخبری دے دو۔'' ...... یہ غیبی آواز تھی۔ (خلاصہ)

۳)...... راوی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک دروازے پر تھی۔ زبان مبارک سے دفن دفن کی بار بار آواز آ رہی تھی۔

(استیعاب ج ۲ ص ۴۹۱)

۴)...... راوی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب کبھی جنت البقیع کو کب سے گزرتے تو فرماتے یہاں عنقریب ایک نیک مرد دفن ہو گا۔''

۵)...... راوی غلام محجن رضی اللہ عنہ: ایک عورت نے عرض کیا۔ مجھ سے زنا کی غلطی ہو گئی۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو بھگا دینے کا حکم دیا۔ دوسری بار اور پھر تیسری بار آ کر عورت نے یہی کہا۔ فرمان اسے نان ونفقہ دو۔ غلام محجن رضی اللہ عنہ نے دے دیا۔ غلام نے عورت سے پوچھا کیا اب بھی تو اعتراف کرتی ہے زنا کا۔ عورت بولی بوجہ تنگ دستی میں کہتی تھی تا کہ حد لگنے پر جان ختم ہو جائے۔ یہ الہامی کشف تھا۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ عورت کو کیا مصیبت ہے۔ بلاشبہ عثمان رضی اللہ عنہ مجسمۂ کرامت تھے۔

(کراماتِ صحابہؓ از سیف اللہ سومرو)

باب سوم

فتنوں کا آغاز اور شہادت

- فتنوں کے اسباب
- کارگر حربہ
- گورنر کانفرنس
- جعلی خط
- محاصرہ کا شانۂ ذوالنورین رضی اللہ عنہ
- دس فضائل
- آخری خطبہ
- شہادت
- تاثراتِ صحابہؓ...... سیدہ نائلہ رضی اللہ عنہا
- مناسبت مابین شہادت سیدنا عثمان غنیؓ وسیدنا امام حسینؓ
- شہادت پر مزید بیان......
- قاتلین کا انجامِ بد
- مناقب
- مآثر جمیلہ ومحامدِ حسنہ
- ماہِ نبوت نجومِ صحابہؓ میں......

فتنوں کا آغاز

تمام مورخین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے ابتدائی چھ سال تاریخ اسلامی کا زریں باب ہے۔ رعایا بہت خوش تھی لیکن اس کے بعد چھ برس فتنوں شورشوں اور ہنگاموں کی نذر ہو گئے۔

ا۔ مال و دولت کی فراوانی کا فتنہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگوں نے عیش و عشرت میں مبتلا ہو کر اللہ کو نہ بھلایا۔ (ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ) بعد میں مدینہ منورہ میں بھی شراب اور کبوتر بازی کا رواج ہونے لگا۔ (امام طبری رحمۃ اللہ علیہ) سیدنا ذوالنورین نے منبر پر بھی کوڑے لگانے شروع کر دیے برائیوں کی روک تھام میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تاہم مال و دولت کی ریل پیل کے ساتھ ساتھ آرام کوشی اور عیش پسندی کا رجحان روز افزوں ہوتا چلا گیا۔

۲۔ چند نوجوانوں کی کوتاہ اندیشی:

اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم دنیا سے رخصت ہوتے گئے ان کی برکات بھی اٹھ گئیں۔ لوگوں نے محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دھوکہ میں مبتلا کر دیا۔ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم پیرانہ سالی عملی کاموں میں حصہ لینے سے قاصر تھے ۳۲ھ اور ۳۴ھ کے درمیانی عرصہ میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ، ابودردا انصاری رضی اللہ عنہ مقداد بن اسود کندی رضی اللہ عنہ ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ جیسے نامور صحابہ نے داعی اجل کو لبیک کہی۔ نئی نسلوں میں نہ وہ ضبط تھا نہ دینی جذبہ تھا نہ سیاسی بصیرت نہ اخلاقی شعور بلکہ مال و دولت کی فراوانی نے ان کے قلوب میں حب مال و جاہ جیسے مفاسد کی تخم ریزی کی [illegible] حضرت کی [illegible] پیدا ہوئی ان پر جو قرضہ ہو گیا

تھا امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان پر گرفت کی تو وہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے خلاف ہو گئے۔

۳۔ بنوامیہ کے خلاف عوامی تعصّب:

بنوامیہ کے خانوادے نے ابتداً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی شدید مخالفت کی تھی اور فتح مکہ معظّمہ کے بعد اس قبیلے کی اکثریت مسلمان ہوئی تھی۔ اس لئے عامۃ المسلمین ان سے زیادہ خوش نہ تھے چونکہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اسی خاندان کے اشراف میں سے ایک تھے اس لئے عوام بنوامیہ کے خلاف سابقہ تعصب کے سبب اپنے دل میں جگہ دینے کے لئے تیار نہ تھے۔

۴۔ بنو ہاشم اور بنوامیہّ کی چپقلش:

عوام میں عہد جاہلیت کے اموی ہاشمی آویزش کی دبی ہوئی چنگاری سلگنے لگی عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم و صدیقی رضی اللہ عنہ و فاروقی رضی اللہ عنہ، متعدد بأصلاحیت اموی افراد کلیدی آسامیوں پر مامور ہوئے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی ان کی عسکری صلاحیتوں اور قائدانہ خوبیوں کے پیش نظر بڑے بڑے عہدے دیئے یہ صورت حال بنو ہاشم کے خانوادہ سے تعلق رکھنے والے اکثر افراد کو ناگوار گزری۔

۵۔ قبائل قریش سے دوسرے قبائل کا حسد:

دُور کے قبائل کو حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بابرکت نہیں ملی تھی۔ فتوحات کا سلسلہ رُکتے ہی اس خیال سے کہ مہاجرین وانصار حکومت کر رہے ہیں وہ حسد کرنے لگے عرب کی سیادت ایّام جاہلیت میں قبائل قریش کے ہاتھ میں تھی۔ عہد اسلام میں بھی زمامِ اقتدار انہی کے ہاتھ میں رہی ..... دوسرے قبائل نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف طعن وتشنیع کی مہم شروع کر دی۔

٦۔ حضرت عثمان کی نرم طبع اور مروّت:

رذیل لوگوں نے نرمی سے فائدہ اٹھایا۔ امام طبری رحمۃ اللہ علیہ:...... کہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جنگ قادسیہ کے بہادر لوگوں کے ہجوم کو چیرتے آگے بڑھتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کوڑا اٹھا کر فرماتے ہیں۔ ''تم اس طرح چلے آئے ہو جیسے تو خدائی حکومت سے بالکل نہیں ڈرتے......'' اور کہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسجد نبوی شریف میں دوران خطبہ ایک بدتمیز (ججاہ) آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے عصا چھین کر توڑ دیتا ہے۔ گستاخی کرتا ہے۔

''اے بے عقل بوڑھے! (معاذ اللہ) ممبر سے نیچے اتر آؤ'' یہاں عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی نرمی طبع کا خود اعتراف فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمہیں روندا۔ مارا۔ ملامت کی میں نے نرمی پسند کی تو تم مجھ پر دلیر ہو گئے۔ یہ ججاہ ایک سال کے اندر اندر کینسر کے مرض میں گرفتار ہوا اور ختم ہو۔ا (سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

۷۔ مفتوح اقوام کی سازشیں:

مفتوح اقوام کے دلوں میں اپنا اقتدار چھین جانے کا احساس تھا۔ عیسائیوں مجوسیوں نے اسلام کو مٹانے کے لئے سازشوں کا سلسلہ شروع کیا مصر، کوفہ، بصرہ بغاوتوں کے تین اہم مرکز بنے۔ ان مراکز میں امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف فتنے کی آگ بھڑکانے والا ابن سباء تھا (جو کہ مسلمان بھی ہوا تھا) پہلے یہودی تھا اُس نے قرآن کی تعلیم میں تورات کی تاویلات شامل کر دیں اسے ابن سوداء بھی کہتے (ماں کا نام سوداء) اس کا اسلام نفاق پر مبنی تھا۔ ابنِ سباء کا نام باغیوں میں سرفہرست تھا۔

مفتوحہ اقوام کی سازشیں بے اطمینانی کا سب سے بڑا سبب تھا۔ جن

ممالک کو دور صدیقی و فاروقی رضی اللہ عنہما میں فتح کیا گیا...... ہر چند کہ مسلمانوں نے ان کے ساتھ بڑا فیاضانہ برتاؤ کیا عبداللہ بن سباء اور اس کی پارٹی اسلام کو مٹانے پر تلی ہوئی تھی۔ مفتوحہ اقوام کے چالاک لیڈروں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر ملت اسلامیہ کو نقصان پہنچانے کی مہم شروع کر دی۔

۸۔فسادیوں کا کارگر حربہ:

کئی حربے تھے۔ لیکن بڑا حربہ جھوٹے خطوط لکھ کر عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے والیوں کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے اہل مصر اہل کوفہ نے مقیم صحابہ رضی اللہ عنہ (مدینہ منورہ میں) کو حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب کر کے جعلی خطوط لکھے۔ جن میں لوگوں کو دین کی خاطر عثمان رضی اللہ عنہ سے لڑنے کی دعوت دی گئی۔ ''باغیوں نے حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہم سے کہا'' تم نے ہماری طرف لکھا ہے عثمان رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دو جس نے سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تبدیل کر دیا ہے، ہم انہیں ضرور قتل کریں گے'' بعض نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم کی طرف سے جعلی خطوط لکھے جس کی جناب عائشہ رضی اللہ عنہا کو پرزور تردید کرنی پڑی۔

''خدا کی قسم میں نے آج تک سفید کاغذ پر کوئی سیاہ حرف نہیں لکھا۔''

یہ جعلی خطوط کا سلسلہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر خوب آزمایا عوام کے ایک طبقے پر اس ناپاک تدبیر کا جادو چل گیا۔

کارگر حربہ...... جعلی خطوط کا یہی مؤثر حربہ سازشیوں نے بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر براہ راست آزمایا۔ اگرچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ان کے اس حربے کا کوئی اثر نہ ہوا لیکن...... عوام کے ایک طبقے پر ناپاک تدبیر کا جادو چل گیا۔

۹۔گورنر کانفرنس:

جن حضرات رضی اللہ عنہ کو مدعو کیا گیا ان میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عبداللہ

بن رضی اللہ عنہ ابی سرح، سعد بن عاص، عمر بن عاص، عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہم تھے

اجلاس کے خطاب میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' آپ حضرات کو میں اپنا بہی خواہ اور قابل اعتماد دوستوں کا مجمع تصور کرتا ہوں۔لوگوں کا مطالبہ ہے کہ اپنے عمال تبدیل کردوں..... مشوروں سے آگاہ فرمایئے!''

اصلاح احوال کے لئے مدینہ شریف میں گورنر کانفرنس ۳۴ھ میں بلائی گئی تمام اصحاب رضی اللہ عنہم نے مفید مشورے دیے جن پر عمل بھی کیا گیا۔

تحقیقاتی کمیشن:

تحقیقات احوال کیلئے قابل اعتماد لوگوں کو بڑے شہروں میں بھیجا۔ سب نے واپسی پر رپورٹ دی کہ عمال عثمانی رضی اللہ عنہ کے خلاف پراپیگنڈا بے بنیاد ہے۔تمام عاملین بے گناہ ہیں۔محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بصرہ میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو مصر میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ شام کی طرف بھیجے گئے تھے۔کسی تفتیشی افسر نے کس جگہ بھی کسی عامل کے خلاف کچھ نہ پایا۔

جھوٹے الزامات کی تردید:

فسادی کھلم کھلا افتراق و انتشار بلاوجہ پھیلا رہے تھے اور بغاوت کی تیاریوں میں مشغول تھے۔

۳۴ھ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ اور اہل بصرہ کو سرکاری پیغام بھیجا جسے کوئی شکایت ہو تو امسال زمانہ حج میں آکر پیش کرے۔باغیوں نے مکہ معظّمہ میں بھی غلط فہمیاں پھیلائیں حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی معزولی کا مطالبہ پیش کیا۔ اپنے خطبہ میں امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے مفسدین کے اعتراضات کے مدلّل جواب

دے۔ اصحاب رضی اللہ عنہم نے فرمایا ''مفسدین کو فساد پھیلانے کے جرم میں قتل کر دیا جائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس بات پر توجہ نہ فرمائی۔ حرم شریف میں فتنہ پرواز) حیلہ جو اور معترضین جمع تھے۔ اعتراضات کا جواب مختصراً:

اعتراض ا:

''میں نے منیٰ میں پوری نماز کیوں پڑھی؟ حالانکہ اس سے پہلے کسی نے یہاں پوری نماز نہیں پڑھی''۔

جواب: وہاں میرے اہل وعیال ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا ''بالکل ٹھیک ہے''

اعتراض ۲:

''میں نے چراگاہوں کو کھلا کیوں نہ رکھا''۔

جواب: میں نے چراگاہوں کو صدقات کے اونٹوں کے لئے وقف کر دیا ہے جب میں خلیفہ بنا عرب میں میرے پاس سب سے زیادہ اونٹ اور بکریاں تھیں۔ اب میرے پاس صرف دو اونٹ ہیں سب نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔

اعتراض ۳:

میں نے قرآن مجید کو صرف ایک طریقے پر کر دیا ہے یہ فقط میرا فعل نہ تھا مجلسِ شوریٰ کے مشوروں کا پابند رہا ہوں۔ تمام نے کہا: بالکل ٹھیک ہے۔

اعتراض ۴:

میں نے حکم بن العاص رضی اللہ عنہ کو واپس بلالیا ہے حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے جلاوطن کر دیا تھا۔

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مکہ معظّمہ سے جانے کا حکم دیا تھا اور واپسی کی اجازت بھی دے دی تھی۔ جواب ملا بالکل صحیح ہے۔

اعتراض مع جواب ۵:

میں نے نو عمر لوگوں کو عامل جماعتی مشورے سے کیا۔ جب حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ رضی اللہ عنہ کو عامل مقرر فرمایا تھا اس وقت بھی چہ مے گوئیاں ہوئی تھیں۔ آواز آئی: بالکل درست ہے۔

اعتراض مع جواب ۶:

میں نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو مالِ غنیمت کے خمس کا پانچواں حصہ بطور عطیہ دے دیا ہے تاہم جب مجھے معلوم ہوا کہ فوج کے لوگ اس عطیہ کو ناپسند کرتے ہیں میں سے یہ رقم اس نے لے کر بیت المال میں جمع کرادی ہے۔

اعتراض ۷:

معترضین کہتے ہیں ''میں اپنے خاندان والوں سے ترجیحی سلوک کرتا ہوں''

جواب: ارشاد فرمایا محبت فطری ہے لیکن یہ دوسرے لوگوں پر میری طرف سے ظلم کا سامان کبھی نہیں بنی۔ میں نے ذاتی مال میں سے ان کی خدمات کی ہیں کون نہیں جانتا میں نے کمائی کے بہترین اموال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ادوار میں خرچ کئے تھے۔ اس وقت میرے گھر والے عمر رسیدہ ہیں۔ میں خود قبر کے قریب پہنچ چکا ہوں کیا میں بیت المال میں کوئی ناجائز تصرف کروں گا؟ میں نے تمام اخراجات ہمیشہ ذاتی مال سے پورے کئے''۔

تمام اصحاب رضی اللہ عنہم فتنہ پروازوں سے سختی سے نمٹنا چاہتے تھے لیکن سیدنا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے عقل و استدلال کی راہ میں احتیاط فرمائی نرمی سے سمجھانا چاہا۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

بعض مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کوفہ، بصرہ، مصر میں

اپنے ہی قبیلے کے لوگوں کو گورنر بنایا۔

جواب: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قبیلہ بنو امیہ قریش کا قوی اور وسیع الاثر قبیلہ تھا۔ جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مناصبِ حکومت کے لئے عملاً انہیں دور نہ رکھ سکتے تھے۔ عزیزوں کی طرف جھکاؤ حدودِ شریعت سے باہر نہ ہوا تھا ایک مثال:

گورنر کوفہ ولید بن عقبہ (آپ رضی اللہ عنہ کا رشتہ دار) پر شراب نوشی کا الزام لگا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے تحقیق کے بعد اُسے کوڑے لگوائے اور حدودِ شرعیہ کا اجراء فرمایا۔

فتنہ پردازوں نے بغاوت کی بجائے شورش و سازش کی راہ اختیار کی۔ اُدھر امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے حضرتِ طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کو یکے بعد دیگرے مظاہرین کے پاس بھیجا حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جوابی کاروائی کی تدبیر کر چکے تھے۔

فتنہ برسرِ عروج (شوال ۳۵ھ):

مفسدین کو اصلاحِ احوال مطلوب نہ تھی۔ اگلے سال حج کا اعلان کر کے نکلے اور مکہ معظمہ کی بجائے مدینہ منورہ میں آ کر باہر حملہ آوروں کی طرح کیمپ لگا لئے۔ اس وقت اکثر اہل مدینہ حج کے لئے جا چکے تھے اسلامی فوج مختلف محاذوں پر کفار سے برسر پیکار تھی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو مسلح بغاوت کا علم ہوا تو انہوں نے حلم، نرمی، مروت، شرافت، افہام و تفہیم سے اسے سلجھانا چاہا بار بار صحابہ رضی اللہ عنہم کو پیغام دے کر بھیجا مفسدین اپنے علاقوں میں لوٹ جائیں ان کے جائز مطالبات پورے ہوں گے۔

ان کے مطالبہ پر مصر کے گورنر عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو گورنر مقرر کر دیا۔ (صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشورے پر) فسادی

دکھاوے کے طور پر لوٹ گئے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ بلاشبہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب کر کے جھوٹے خطوط لکھے گئے جیسا کہ حضرات علی، طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کی طرف سے جعلی خطوط خوارج (سبائیوں) نے لکھے جن کا ان حضرات رضی اللہ عنہم نے کھلم کھلا انکار کیا۔ اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بہتان باندھ کر جعلی خط لکھا گیا جس کا آگے ذکر آ رہا ہے یہ سب شرارت تھی"۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی طرف بھی جعلی خطوط منسوب کئے تھے۔ مذکور جعلی خط کے مصنف اشتر نخعی اور حکیم جبلہ سبائی کے سرغنہ تھے۔ جو مدینہ منورہ ہی میں رُکے رہے۔

مروان کی طرف منسوب کردہ جعلی خط:

خلافِ توقع فسادی لوٹ آئے صحابہ رضی اللہ عنہم مطمئن تھے اس لئے مدافعت کی تیاری نہ کی۔ پھر فسادیوں نے پورے مدینہ شریف کی ناکہ بندی کر لی اور دعویٰ کیا انہوں نے راستے میں عثمان رضی اللہ عنہ کے سرکاری کارندے کو پکڑا جو محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور دوسرے مصری مظاہرین کے سرکردہ افراد کے قتل کا شاہی فرمان لے کر جا رہا تھا..... حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا یہ سازش ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فراستِ ایمانی سے بھی جان لیا جو کہ مدینہ شریف ہی سے اشتر نخعی اور حکیم بن جبلہ دونوں نے مل کر افسانہ تراشا تھا۔

امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو فسادیوں کے نئے مؤقف کا علم ہوا تو انہوں نے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم اور فتنہ پروازوں کے سامنے حلف اٹھایا" خدا کی قسم نہ میں نے یہ خط لکھا نہ کسی کو لکھنے کا حکم دیا نہ اس قسم کا خط لکھنے کا میری طرف سے اشارہ ہوا نہ ہی مجھے اس کا کوئی علم ہے۔"

فسادیوں نے جرح شروع کر دی۔ جواباً ارشاد فرمایا" اونٹ چرایا جا سکتا

ہے طرز تحریر نقل کی جا سکتی ہے اور مہر بھی بنوائی جا سکتی ہے''

تب فسادیوں نے کہا یہ خط مردان کا تحریر کردہ ہے۔ مردان کو ان کے حوالے کرتے تو فسادی بلاشبہ ان کو قتل کر دیتے۔

جعلی افسانے کی حقیقت:

امام ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کا خلاصہ: یہ جعلی خط بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بہتان باندھ کر لکھا گیا۔ بلوائیوں کی شرارت تھی۔

دولت کدۂ سیدنا عثمانؓ کا محاصرہ:

شریروں نے دولت کدہ کا محاصرہ کر لیا چھ سو مصری، دوسو کوفی ایک سو بصری فسادی تھے مصریوں کا سرغنہ عبدالرحمٰن بن عدلیس البلوی تمام کوفیوں کا رئیس مالک بن حارث اشتر نخعی تھا۔ کوفیوں کا لیڈر حکیم بن جبلہ تھا۔

سیدنا ذی النورین رضی اللہ عنہ نے صبر، تحمل، عزم، توکل کا ثبوت دیا اس کی مثال عالم میں نہیں ملتی۔

ایک طرف باغیوں کو سمجھاتے ہیں دوسرے طرف صحابہ رضی اللہ عنہم کو لڑنے سے روکتے ہیں۔ فرمایا'' تم مجھے کیوں قتل کرنے کے درپے ہو خون حق حرام ہے''

''اگر تم مجھے قتل کرو گے تو نہ تم کبھی متفق ہو کر نماز پڑھ سکو گے نہ متفق ہو کر جہاد کر سکو گے نہ تمہارا مال غنیمت تمہارے درمیان انصاف سے تقسیم ہو گا''

آپ رضی اللہ عنہ کے ارشاد و دعا کا اثر ہے آج کوفہ، بصرہ، مصر میں اختلاف موجود ہیں (بلکہ تمام عالم اسلام میں اختلاف ہے) پھر سیدنا امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے بطور اتمامِ حجت فرمایا:

''میرا اختلاف رائے کہیں تمہیں جرم کے ارتکاب پر آمادہ نہ

کرے۔ ایسا نہ ہو تم پر ایسی مصیبت آئے جیسی قومِ نوح، قومِ ہود، یا قوم صالح علیہ السلام پر آئی تھی۔"

دوسری طرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صبر وتحمل کی تاکید فرماتے رہے کہ مسلمانوں کی تلوار مسلمانوں کے خون سے آلودہ نہ ہو۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا۔ آپ جنگ کیوں نہیں کرتے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا ہے میں اسی پر صابر ہوں" آخر تک مجسمہ صبر ورضا بنے رہے۔
(ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ، دیگر کتبِ حدیث)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے آپ اگر چاہیں تو ہم لوگ اللہ کے لئے آپ کی مدد کریں۔ فرمایا" خون ریزی نہ کریں" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی حاضر ہوئے پوچھا" امیر المومنین! نیکی یا تیغ زنی" ......فرمایا" صلح جوئی اختیار کرو۔"

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے عرض کی" ستر افراد کی جماعت جو مکان کے اندر موجود ہے اُسے جنگ کی اجازت دے دیں باغی بھاگ جائیں گے یا قتل ہو جائیں گے"

جواب ارشاد فرمایا" واللہ میرے بارے میں کسی کا خون نہ بہایا جائے" اگر آپ رضی اللہ عنہ اجازت دیتے باغی بھاگ جاتے یا قتل ہو جاتے۔

امام مظلوم امیر المومنین عثمان غنی ذو النورین رضی اللہ عنہ کے دس فضائل:

ایک دن مصری سبائیوں کا لیڈر مسجد نبوی میں ممبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بیٹھ گیا۔ اور سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی طرف برائیں منسوب کرنے لگا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو اطلاع ہوئی فرمایا اگر وہ میری طرف غلط باتیں منسوب نہ کرتا تو میں اپنی خوبیاں بھی بیان نہ کرتا۔

۱) میں اسلام قبول کرنے میں چوتھا فرد ہوں۔

۲) حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو صاحبزادیوں کا میرے ساتھ نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ فرمایا۔

۳) میں کبھی گانے بجانے میں شریک نہ ہوا۔

۴) میں کبھی لہو ولعب میں مشغول نہ ہوا۔

۵) میں نے کبھی برائی کرنے کی تمنا نہیں کی۔

۶) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد میں نے اپنا ہاتھ کبھی شرمگاہ کو نہیں لگایا۔

۷) ہر جمعہ کو ایک غلام ضرور آزاد کرتا۔

۸) زمانہ جاہلیت یا زمانہ اسلام میں کبھی حرام کاری نہ کی۔

۹) ان دو ادوار میں کبھی چوری نہ کی۔

۱۰) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد کے موافق میں نے قرآن مجید جمع کروایا امت کو واحد قرأت پر متفق کر دیا ہے''

فتنہ پروازوں سے آخری مذاکرہ:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے سربراہوں سے مالک بن حارث اشتر نخعی سے بھی گفتگو فرمائی'' اے اشتر! یہ لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں اُس نے کہا تین باتیں'' آپ ان کے حق میں حکومت سے دستبردار ہو جائیں اور کہہ دیں کہ تم جسے چاہو اپنا امیر بنا لو۔ یا آپ اپنی جان سے ان لوگوں کو بدلہ لینے دیں اگر ان دونوں صورتوں کو قبول کرنے سے انکاری ہیں تو آپ جنگ کے لئے تیار ہو جائیں'' امیر المومنین سیدنا ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کن انداز میں جواب دیا:

'' یہ ممکن نہیں کہ میں حکومت سے دستبردار ہو جاؤں میں اس

قمیص کو اتارنے والا نہیں ہوں جو اللہ جل شانہ نے مجھے
پہنائی ہے واللہ! اگر مجھے آگے کر کے گردن ماردی جائے تو
مجھے زیادہ پسند ہے کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض پر بعض کو چھوڑ
دوں یعنی ان کا خون خرابہ کرنے دوں۔"

مختصر خطبہ ارشاد فرمایا: (بالائی منزل کی کھڑکی سے)

ارشادِ ذوالنورین رضی اللہ عنہ: "تم لوگ مجھے کیوں قتل کرتے ہو؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ سوائے تین صورتوں کے کسی مسلمان کا خون حلال نہیں۔ ایک وہ جو ایمان کے بعد کفر کرے دوسرا جو شادی کے بعد زنا کرے تیسرا جو کسی جان کو ناحق قتل کرے پس واللہ! نہ میں نے یہ آرزو کی کہ اپنا دین چھوڑ دوں۔ واللہ جاہلیت میں بھی میں نے کبھی زنا نہیں اور نہ اسلام میں اور نہ ہی میں نے کسی کو قتل کیا ہے۔ پھر تم لوگ مجھے کیوں قتل کرنے کے درپے ہو"۔

آپ رضی اللہ عنہ نے مفسدین کو یہ بھی تنبیہ فرمائی "اے قوم مجھے قتل نہ کرو کیونکہ میں تمہارا والی ہوں۔ تمہارا بھائی ہوں اور مسلمان ہوں۔ واللہ! میں نے امکان بھر سوائے اصلاح کے اور کچھ نہ کیا"۔

(بحوالہ آئینہ خلافت مصنف پروفیسر سعید اختر)

شہادت:

محاصرہ پر قریباً چالیس یا پچاس دن گزر چکے کوفیوں، بصریوں اور شامیوں کی مزید مدد عراق سے آ گئی فسادیوں نے مکان شریف کے عقب سے دیواریں پھاند کر آپ رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کر دیا۔ سب سے پہلے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے ریش مبارک پر ہاتھ ڈالا فرمایا "بھتیجے داڑھی چھوڑ دے اگر تیرے والد محترم رضی اللہ عنہ ہوتے تو تو ہرگز ایسا نہ کرتا" اس پر وہ شرمسار ہو کر لوٹ گئے۔

سیدنا ذوالنورین رضی اللہ عنہ گھبرانے کی بجائے تلاوت قرآن حکیم میں مشغول رہے باغی کنانہ بن بشیر بن عتاب، سودان بن صحران، عمرو بن الحمق آگے بڑھے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ایک حبشی غلام رضی اللہ عنہ نے کنانہ پر حملہ کر دیا اور موت کے گھاٹ اتار دیا لیکن یہی غلام رضی اللہ عنہ سودان کے ہاتھوں خود شہید ہو گئے۔

برچھی ماری گئی زبانِ عثمان امیر المومنین رضی اللہ عنہ پر برکلمات طیبہ تھے'' بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ ط''۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بائیں پہلو پر سہارا لیا اور قرآن شریف بند کر دیا تاکہ بے ادبی نہ ہو۔ ایک شقی (دوزخی) نے تلوار سے حملہ کر کے آپ رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا۔ ایک اور ظالم سینہ بے کینہ پر جا بیٹھا اور آپ رضی اللہ عنہ کو نو زخم لگائے۔ خلیفہ ثالث رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ نائلہ رضی اللہ عنہا نے بچانا چاہا تھا۔ تلوار کے وار سے ان کی تین انگلیاں کٹ کر دُور جا پڑیں:

سیدہ نائلہؓ:

سیدہ نائلہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا'' ربّ کعبہ کی قسم! تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کا خون بہایا ہے وہ بڑے پابندِ صوم وصلوٰۃ تھے اور ایک رکعت میں پورا قرآن مجید پڑھتے تھے۔ اس پر فسادی بھاگ گئے اور گھر کا مال واسباب بھی لُوٹ کر لے گئے۔

حضرت سیدنا ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے جو وعدہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا نبھا دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا'' اللہ تمہیں ایک قمیض پہنائے گا۔ (عطائے خلافت) اگر منافقین تم سے اتروانا چاہیں تو تم اسے کسی ظالم کے لئے نہ اتارنا۔ (مشکوٰۃ شریف، ترمذی شریف)

اہل مدینہ منورہ کو اپنی گردن کٹوا کر بچا لیا۔ حرمت حرم شریف کو محفوظ رہا۔ اور یہ اصول بھی وضع فرما دیا کہ چند شوریدہ سر عناصر کی منتخب خلیفہ اسلام کو معزول

کرنے کے ہرگز مجاز نہیں۔ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کی تعمیل میں اپنی جانِ عزیز کی قربانی دے دی۔

انسانی تاریخ ایسے صلح پسند امن جو نیک سیرت خلیفہ کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ (آئینہ خلافت مصنف پروفیسر سعید اختر طبع اوّل ۱۹۷۹ء)

آخری دردناک خطبہ:

بالائی منزل کی کھڑکی سے سر مبارک باہر نکال کر اتمام حجت کے لئے یہ ارشاد فرمایا تھا۔

راوی ثمامہ بن حزن قشیری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دار کے دن حاضر تھا (اس زمانہ کا نام) یوم الدار ہے دار سے مراد گھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا) جب ان پر (باغیوں پر) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جھانکا فرمایا میں تم کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف میں تشریف لائے یہاں سوائے رُومہ کنوئیں کے میٹھا پانی نہ تھا تو فرمایا کون رومہ کنواں خریدے اور اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈول کے ساتھ کر دے بعوض جنت کی اُس نعمت کے جو اس سے اچھی ہے (یعنی کون ہے جو خرید کر وقف کردے) (اس کے عوض جنتی حوض کوثر کا مالک بنا دیا جائے گا) تو اسے میں نے اپنے ذاتی مال سے خرید لیا اور تم آج مجھے اس کا پانی پینے سے روکتے ہو حتیٰ کہ میں سمندر کا (یعنی کھاری) پانی پی رہا ہوں۔ لوگ بولے ہاں ضرور (یہ کنواں ایک یہودی کا تھا وہ بہت مہنگا پانی فروخت کرتا تھا۔ آپ نے پینتیس (۳۵) ہزار درہم میں خریدا اور عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ کنواں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کوثر کے عوض فروخت کرتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرید لیا)۔

پھر فرمایا میں تم کو اللہ اور اسلام کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ

مسجد (مسجد نبوی شریف) نمازیوں پر تنگ ہو گئی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ آلِ فلاں کا علاقہ کون خریدے گا کہ مسجد کو بڑھایا جائے اس کو اس کے عوض بہترین نعمت جنت ملے گی۔ تو میں نے وہ علاقے ان آدمیوں سے اپنے ذاتی مال سے خرید کر مسجد نبوی شریف کو وسیع کرایا آج اسی مسجد میں تم مجھے دو رکعت نماز پڑھنے نہیں دیتے سب نے کہا (فَقَالُوْ نَعَمْ) ہاں اس میں کچھ شک نہیں۔

پھر آپ نے فرمایا میں تم کو اللہ اور اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں مجھے بتاؤ جب مسلمانوں کے لشکر پر سخت تنگی کا وقت آ گیا (غزوہ تبوک کے موقع پر) اور انہیں مالی امداد کا سامنا کرنا پڑا تو بتاؤ اس وقت میں نے اپنے مال سے مسلمانوں کی تنگی و مشکل کو دور کیا یا نہیں سب نے کیا ہاں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم کو اللہ اور اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں مجھے بتاؤ رسول اللہ ﷺ مکہ معظّمہ کے ثبیر پہاڑ پر تھے تو آپ کے ساتھ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما تھے اور میں بھی تھا۔ تو پہاڑ جوش سے ہلا اور اس کے پتھر نیچے گرنے شروع ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے پاؤں کی ایڑی مار کر فرمایا ٹھہر جا اے ثبیر کہ تجھ پر ایک نبی ﷺ، صدیق رضی اللہ عنہ اور دو شہید ہیں۔ لوگ بولے ہاں ضرور۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اکبر ربّ کعبہ کی قسم آپ نے گواہی دی کہ میں شہید ہوں یہ تین بار فرمایا۔ (ترمذی، نسائی، دار قطنی)

باغیوں پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا!

(مشکوٰۃ باب مناقب عثمان رضی اللہ عنہ مترجم حضرت علامہ مفتی احمد یار خان گجراتی نعیمی اشرفی بدایونی)

دو واقعات:

۱) دِن دفن کے ملائکہ تشریف فرما تھے۔ آخری رات ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے

خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا فرماتے ہیں: تو صبر کر شب آئندہ ہمارے ساتھ (روزہ) افطار کرتا۔

۲) بعد شہادت ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے خزانے میں ایک صندوق مقفل ملا کھولا گیا۔ اس کے اندر ایک ڈبیا تھی اس میں ایک کاغذ تھا اس پر عبارت کا خلاصہ: ''یہ وصیت ہے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے آگے توحید و رسالت کی شہادت...... دوزخ و جنت برحق ہیں قبروں سے اٹھنا برحق ہے قیامت میں شک نہیں انشاء اللہ ہم مومنوں (صالحین) سے اٹھائے جائیں گے''
(مناقب خلفائے راشدینؓ از نواب صدیق حسن خان بھوپال ۱۳۰۰ھ)

نوٹ:

محاصرہ کے دوران آپ رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی شریف میں نماز پڑھنے سے روک دیا گیا۔ بعض حضرات رضی اللہ عنہم نے پوچھا ہم آپ کے مخالفین کے پیچھے نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں جواباً فرمایا: نماز اچھا کام ہے شریک ہو جاؤ البتہ برائی میں ساتھ نہ دو۔

حدیث شریف:

''جو حرمِ مکرمّ میں خونریزی کا موجب بنے گا اس پر آدھی دنیا کے باشندوں کا عذاب ہوگا'' (علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

شہادت پر مزید بیان

اصل بنیاد:

بنی ہاشم اور بنی امیہ کی خاندانی رقابت ہے۔ عبد مناف رضی اللہ عنہ کے چار بیٹے

تھے نوفل۔ مطلب۔ ہاشم۔ عبد شمس۔

ہاشم اور عبد شمس کی اولادوں کے درمیان نا اتفاقی رہی۔ ہاشم رضی اللہ عنہ چھوٹے تھے تاہم لائق۔ فیاض۔ قوم کے پیشرو۔ خانہ کعبہ کے منتظم تھے۔ ایسی صفات۔ عبد شمس کے بیٹے امیہ کو ناگوار گذریں، مناظرہ ہوا۔ شرط یہ تھی کہ ہارنے والا جیتنے والے کو پچاس سیاہ چشم اونٹ دے گا اور دس سال کے لئے جلا وطن رہے گا۔ ایک کاہن جج بنا جس نے امیہ کی شکست کا اعلان کر دیا۔ جس سے امیہ کی شام کی طرف جلا وطنی ہوئی اور پچاس اونٹ بھی دیئے۔ بیشتر شرمساری بھی اٹھائی۔

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اموی اور ہاشمی رقابت محو ہو کر رہ گئی۔

بنی امیہ کے تین سردار تھے- ابوسفیان۔ عفان۔ حکم۔

ابوسفیان کے بیٹے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ۔ عفان کے لخت جگر عثمان رضی اللہ عنہ۔ حکم کا بیٹا مردان۔ یہ تینوں امیہ کے پڑپوتے تھے...... بنی امیہ اور بنی ہاشم میں نفاق کا مرض شروع ہوگا...... (بعد از وصال حضور علیہ الصلوٰۃ السلام)

عرب اور غیر عرب میں نفاق پیدا ہوا:

کوفہ میں انقلابی اثرات ظاہر ہوئے۔ اشتر نخعی کے ساتھ غیر عربی ملے۔ بصرہ میں بھی انقلابی پارٹی بنی۔ یہاں عبداللہ بن سباء تھا جس نے مصر میں علم بغاوت بلند کیا۔ یہ یہودی النسل تھا۔ مدینہ منورہ کا حال بھی بگڑنے لگا امیر المومنین سیدنا ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے خطبہ کے دوران مسجد نبوی شریف میں ناروا حرکات و سکنات ہونے لگیں۔ خطبہ کے دوران آپ رضی اللہ عنہ کو گھیر لیا گیا۔ پتھر برسائے گئے۔ زخمی ہوئے گر پڑے۔ پھر بھی حلم واحسان کے شہنشاہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے معافی دے دی۔ تمام الزامات کے درست جواب دیئے۔ گورنروں کی کانفرنس تحقیقاتی

کمیشن حج کے دوران شکایات کا ازالہ کیا گیا۔

تاہم خبیث لوگوں نے مدینہ شریف پر یورش کی۔ اصحاب رضی اللہ عنہم نے مقابلہ کی اجازت بار بار طلب کی مگر پیکر وفا ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل فرمایا۔ شب جمعہ روزہ کی نیت فرمائی۔

خواب:

سیدنا ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ مختار کل صلی اللہ علیہ وسلم مع سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما تشریف لائے اور فرمایا'' جلدی آؤ ہم یہاں افطاری کے لئے تمہارے منتظر بیٹھے ہیں''

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ محترمہ سیدہ نائلہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ''وقتِ شہادت قریب ہے پاجامہ طلب فرمایا بیس غلام آزاد کیے۔ تلاوت قرآن الحکیم میں محو ہو گئے۔

جو حضرات رضی اللہ عنہم محل سرا میں تھے وہ اُوپر کی منزل میں تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نیچے تنہا تلاوت میں مشغول تھے۔

کنانہ بن بشیر خبیث نے لوہے کی سلاخ سے دردناک ضرب لگائی (پیشانی مبارک پر) دوسری ضرب سودان نے۔ خون کا فوارہ بہ نکلا۔ عمرو بن حمق ذلیل ترین بدوی سینہ مبارک پر کھڑا ہو گیا۔ جسم مبارک کو نیزے سے چھیدنے لگا ایک اور بے رحم ظالم نے تلوار چلائی...... یہ خونی منظر قیامت نما صرف سیدہ نائلہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا امیر المومنین رضی اللہ عنہ ذبح کر دیئے گئے۔ خبر پھیلی لوگ بے ہوش ہو گئے۔ حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ نے امامین حسنین کریمین شریفین طیبین رضی اللہ عنہما کو زدوکوب کیا۔ دو دن نعش مبارک بے گور و کفن رہی۔ اسلام کی تقدیر پلٹ گئی ہم شکل وصورتِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم و ابراہیم علیہ السلام احسن الناس، اجمل الناس شبیہ ونظیر حبیب

خدا شہید کر دیئے گئے۔ (سیاہ ڈائجسٹ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نمبر)

حُلّہ پوشِ شہادت پہ لاکھوں سلام

شہادتِ عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے بعد ملائکہ نے اسلامی جنگوں میں مسلمانوں کی مدد کرنا ترک فرمادی۔ راوی محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ (تاریخ الخلفاء)

تاریخ شہادت:

۱۸ ذوالحجہ بعض کے نزدیک ۲۴ ذوالحجہ بعض ایام تشریق میں کہتے ہیں عمر مبارک ۸۱ یا ۸۲ یا ۸۰ یا ۸۴ یا ۸۶ یا ۸۹ یا ۹۰ سال ہے مختلف روایات۔

(تاریخ الخلفاء)

ارشاد ابن عباسؓ:

اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ نہ کیا جاتا تو آسمان سے پتھر برستے۔ (تاریخ الخلفاء)

قابلِ توجہ!

جب باغیوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل آپ رضی اللہ عنہ کی زبانی سُن کر صحت اور درست ہونے کا اعتراف کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور فرمایا" میرے لئے شہادت ادا کر دی اور اب میں اللہ کی قسم شہید ہوں۔ تین بار اسی جملے کو دہرایا۔ (مشکوٰۃ۔ ترمذی)

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد (طویل حدیث) کا آخر حصہ "عثمان رضی اللہ عنہ ہدایت پر ہوں گے جب کہ محصور ہوں گے۔"

مزید معلوماتِ شہادت:

عبد اللہ بن ابی سرح حاکمِ مصر کے خلاف زبردست شکایات تھیں۔

چنانچہ حضرات علی، طلحہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا و دیگر اصحاب رضی اللہ عنہم کے مشورے سے اور مصریوں کی درخواست پر محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حاکم مقرر فرمایا اور ان کے ہمراہ ایک جماعت صحابہ مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم روانہ کر دی گئی صرف تین ہی منزلیں طے کی تھیں کہ ان لوگوں نے ایک سیاہ فام شخص کو دیکھا کہ اونٹ بھگاتا ہوا جا رہا ہے اس کو پکڑ کر امیر جدید اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے روبرو لایا گیا۔ اس کی تلاشی لی گئی ایک خشک مشکیزہ میں ایک تحریری فرمان (جعلی خط) تھا جس کا خلاصہ:

منجانب امیر المومنین رضی اللہ عنہ جس وقت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ و ساتھی رضی اللہ عنہم مصر پہنچیں ان کو قتل کر دیا جائے سب دنگ رہ گئے۔ یہ قافلہ مع مصری واپس لوٹ آیا ..... جلیل القدر اصحاب رضی اللہ عنہم امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے صورتِ حال پوچھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اللہ کی قسم نہ میں نے لکھا نہ اس کا حکم دیا نہ اس غلام کو مصر روانہ کیا۔ جرم کے ثبوت پر اجراء حکم آپ رضی اللہ عنہ ہی کا منصب ہے مردان کا مطالبہ حقوقِ عظمتِ خلافت کو پامال کرنے والا تھا۔ فرمایا تحقیق پر اور ثبوت پر اسے شرعی سزا دی جائے گی۔ یہ جواب بلوائیوں کو ناپسند آیا پانی بند کو دیا گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بالا خانہ پر چڑھ کر فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوئی خبر دے کہ وہ ہم کو پانی پلائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فوراً تین مشکیں پانی کی بھجوائیں جو بمشکل پہنچ سکیں۔ رکاوٹیں ڈالی گئیں بنی ہاشم بنی امیہ کے کئی موالی زخمی ہوئے۔

حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ باغی خلیفہ برحق رضی اللہ عنہ کے قتل کی سازش میں ہیں حضرت زبیر و طلحہ و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے اپنے صاحبزادوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرات حسنین رضی اللہ عنہم کے ساتھ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی حفاظت کا حکم دیا اسی دوران مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تین تجاویز پیش کیں:

۱) باغیوں سے قتال فرمایئے۔

۲) جس طرف بلوائی نہیں اس طرف سے نکل کر مکہ معظمہ روانہ ہو جایئے۔

۳) ملک شام روانہ ہو جائیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے سن کر فرمایا: پہلی رائے پر عمل ہرگز نہ ہوگا کہ خون ریزی میرے دور میں ہو۔ دوسری پر بھی عمل ناممکن ہے میں ہرگز ہجرت گاہ اور پڑوس سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چھوڑ سکتا۔ فرمایا:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد فرمایا ہے میں اس عہد پر صابر رہوں گا۔ ''اے عثمان رضی اللہ عنہ اللہ تم کو ایک کُرتہ (خلافت) پہنائے گا پس اگر منافق تم سے چاہیں کہ تم اس کرتہ کو اتار دو تو ہرگز نہ اتارنا تا آنکہ حوض پر مجھ سے آملنا''۔

اسی حصار کے دوران آپ رضی اللہ عنہ کے حکم سے شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے نماز عید الاضحیٰ مسلمانوں کے ساتھ ادا فرمائی۔

حادثہ جانکاہ:

ایک دن باغیوں نے تیروں کی بارش بھی کی۔ جس سے امام حسن امام حسین محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہم خوناں خون ہوئے۔ قنبر رضی اللہ عنہ (غلام شیرِ خدا رضی اللہ عنہ) بھی زخمی ہوئے۔ شہادت پر اصحاب رضی اللہ عنہم کے ہوش اُڑ گئے۔ بارھویں ذوالحجہ ۳۵ھ ۸۲ سال۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ: ''اسلام پر فتنوں کا دروازہ کھل گیا''

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی'' حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ کہتے تھے اے اللہ تیرے حضور میں برأت پیش کرتا ہوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون سے میری عقل اڑ گئی'' اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ فوری قصاص لیتے تو عظیم فتنہ اسلام میں پیدا ہوتا۔ آپ رضی اللہ عنہ حالات پرسکون ہونے کے منتظر رہے قدرت الٰہی سے یہ موقع ہی نہ آسکا اور صحابہ رضی اللہ عنہم پھر مختلف ہو گئے جو کہ احادیث صحیحہ سے شاہد عادل ہیں کہ نفسانیت

اور اغراض ان کے دلوں میں نہ تھا۔

(فضائل صحابہ اہل بیت رضی اللہ عنہم حضرت علامہ محمد علی حسین مدنی رحمۃ اللہ علیہ)

چند جملے متعلق شہادت

(از "اسلام کا ضابطہ حیات" مصنف الحاج شیخ نذیر احمد)

دردناک منظر:

"کنانہ نے پیشانی مبارک پر لوہے کی لاٹھ اس زور سے ماری کہ پہلو کے بل گر پڑے زبان سے...... بسم اللہ توکّلت علی اللہ...... نکلا سودان کی ضرب سے خون کا فوارہ جاری ہوا۔ سنگدل ابن حَمِق سینہ پر چڑھ گیا جسم پر بے درپے نیزوں سے زخم لگائے ایک شقی نے تلوار کا وار کیا وفادار بیوی رضی اللہ عنہا نے ہاتھ پر روکا جس سے تین انگلیاں کٹ کر الگ ہوگئیں۔ اس وار نے ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شمع حیات بجھادی (اس موت) پر عالمِ امکان نے ماتم کیا۔ کائنات ارضی وسماوی نے آنسو بہائے۔

کارکنان قضاوقدر نے کہا جو خون آشام تلوار آج بے نیام ہوئی ہے وہ قیامت تک بے نیام رہے گی۔ (بخاری شریف)

جس آیت کو خون آلودہ کیا:

فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط

"پس خدا تمہارے لئے کافی ہے اور سننے والا جاننے والا ہے"۔

۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ جمعہ کے دن عصر کے وقت یہ قیامت نما خونی منظر پیش آیا دو تین دن لاش پڑی رہی۔ غسل دئے بغیر سترہ آدمیوں نے کابل سے مراکش تک کے فرمانروا کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے نماز

جنازہ پڑھائی۔

جنت البقیع شریف کے پیچھے الکوکب میں اس حلم و بردباری کے مجسم اور مظلوم پیکر کو دفن کیا گیا۔ بعد میں یہ مقام جنت البقیع میں شامل کر لیا گیا۔

بے ادب گستاخِ ''عثمانؓ'' کا انجام:

عصا ''کھونڈی شریف'' جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے چھین کر توڑ نے والا تڑپ تڑپ کر مرا اس کے گھٹنے پر پھوڑا نکلا۔ گھٹنے پر رکھ کر عصا مبارک توڑا تھا۔ سارا بدن گل سڑ گیا۔ یہ عصا مبارک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔

ایک واقعہ ظلم و بے ادبی کا:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے ام المومنین اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا پانی کی مشک خچر پر سوار ہو کر لائیں باغیوں نے خچر پر چھریاں ماریں خچر بھاگا۔ سیدہ رضی اللہ عنہا بمشکل بچیں۔ اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''اب تو لڑنے کی اجازت بخشیں۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منع فرمایا۔ حلم رضا کے شہنشاہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ہرگز نہیں اگر ایسا کرنا چاہتا تو شام اور عراق سے افواج بلوالیتا''۔

قاتلین کا عبرت ناک انجام:

جن باغیوں نے اذیت دی پاگل ہو کر مر گئے ابن سباء نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے رب ہونے کا اعلان کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے توبہ کے لئے فرمایا۔ نہ مانا تو اسے آگ میں جلا دیا گیا ہر ایک باغی کا انجام بد ہوا۔ علامہ ابنِ حزم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: شام کے ایک بازار میں ایک آدمی چیخ رہا تھا منہ میں آگ لگی تھی۔ دونوں ہاتھ دونوں پاؤں خود ہی کٹ گئے آنکھیں اندھی ہوئیں۔ آگ آگ کہہ رہا تھا۔ قاتلین میں سے تھا۔ اس نے بتایا: میں نے نائلہ رضی اللہ عنہا کے منہ پر طمانچہ مارا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرما دیا تھا اللہ تعالیٰ تجھے لولا لنگڑا، اندھا کر دے اور آگ میں ڈالے۔

علامہ ابن کثیر، امام بخاری، محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہم نے ایسے واقعات لکھے ہیں۔ قاتلین کو عذابِ دوزخ سے واسطہ پڑے گا۔

ہوتا ہے بُرا حال صحابہؓ کے عدُوُ کا
منہ پر ہی گرا جس نے کبھی چاند پر تھوکا

شہادت پر تاثرات:

شہادت پر تمام مدینہ منورہ غم کی تاریکی میں ڈوب گیا تمام لوگوں پر سکتے کا عالم طاری ہو گیا۔

۱) لوگو! جو ظلم تم نے حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ پر کیا ہے اس کی بنا پر اُحد کا پہاڑ تم پر پھٹ پڑے۔ (سعید بن زبیر بن عمر رضی اللہ عنہ)

۲) آپ رضی اللہ عنہ کے قتل سے اسلام میں ایسا رخنہ پیدا ہو گیا ہے جو قیامت تک بند نہ ہو گا۔ (حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ)

۳) اگر خون کے قصاص کا مطالبہ نہ کیا گیا تو لوگوں پر آسمان سے پتھر برسیں گے۔ (عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ)

۴) اے اللہ! میں تیرے سامنے عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کی ذمہ داری سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ (حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ)

۵) آج قومِ عرب کا ستارہ تقدیر گردش میں آ گیا ہے۔

(مالک بن دینار رضی اللہ عنہ)

۶) افسوس! لوگوں نے فتنے کا دروازہ کھول دیا ہے۔ ...اہل عرب کی قوت کا خاتمہ ہو گیا۔ (عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ)

۷) قاتلینِ عثمان رضی اللہ عنہ دوزخ میں جائیں گے مگر عثمان رضی اللہ عنہ جنتی ہیں۔

(حذیفہ بن الیمان)

۸) مجھے دو بڑے غم ہیں ایک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھیلی (خلافت) اور دوسرے شہادتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۹) افسوس لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا حالانکہ وہ سب سے زیادہ متّقی اور سب سے زیادہ صلح رحمی فرمانے والے تھے۔

(عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا)

۱۰) امت سے خلافتِ نبوت چھین لی گئی۔ (ثمامہ بن عدی رضی اللہ عنہ)

۱۱) میں تازیست نہ مسکراؤں گا حتیٰ کہ موت کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جا ملوں۔ (ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ)

۱۲) سیدہ نائلہ رضی اللہ عنہا: میں نیم بسمل ہوں مجھ پر مصائب کا پہاڑ ٹوٹا ہے باغیوں نے شیطان بن کر فریب کاری کی جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھائی بن کر رہنمائی فرمائی باغیو! تم نے چار حرمتوں کو پارہ پارہ کر دیا۔

حرمتِ اسلام، حرمتِ خلافت، حرمت ماہِ محترم، حرمتِ مدینہ منورہ ان ناپاک کوششوں اور قتل کا انجام تمہیں جلد معلوم ہو جائے گا۔

۱۳) جب یہ حادثہ یاد آتا حضرت ابو ہریرہ رونے لگتے۔

۱۴) عائشہ رضی اللہ عنہا بنت عثمان رضی اللہ عنہ

حرمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ خون بہا دیا گیا۔ لاش کی تدفین میں رکاوٹ ڈالی گئی واللہ! اگر خلیفہ شہید رضی اللہ عنہ اپنے اختیار کو کام میں لاتا تو دشمنوں کی کھوپڑیاں اڑا دی جاتیں۔ زبردست خون ریزی ہوتی دشمنو! تمہارا ظالمانہ اقدام تم کو مفلوج کر دے گا۔

۱۵) اشعارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا مفہوم: سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ......شہادت کی خبر سے پہاڑوں میں زلزلہ آیا۔ قتل کس قدر اضطراب انگیز ہے۔ ستارے سرنگوں ہیں آفتاب گہنایا گیا ہے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا کوئی دروازہ ٹوٹا ہوا ہے کوئی جلا ہوا ہے...... ایمن نبی حزیم رضی اللہ عنہ اسدی شہرِ حرام میں آپ رضی اللہ عنہ کو ذبح کیا گیا۔
لیلیٰ اخیلیہ رضی اللہ عنہا: پیشوائے قوم مارا گیا...... تمام معاملات درہم برہم ہو گئے

۱۶) ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تکلیف سے بے آب و دانہ شہید کیا گیا۔

(سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا)

۱۷) حضرت زبیر و حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم: کمینہ خصلت بلوائیوں نے شہید کر ڈالا۔

۱۸) امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ: شہادت سے پہلے کبھی رویت ہلال میں اختلاف نہ ہوا شہادت کے بعد افق پر سُرخی نمایاں تر ہو گئی۔

۲۰) جناب ابنِ تیجیہ: حضرت عثمان ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے۔

۲۱) حبشہ کی جانب امام المہاجرین تھے (ابن بر رضی اللہ عنہ)

۲۲) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو صاجبزادیوں کے سرتاج تھے۔

(امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ)

۲۳) بے مثل چہرے والے عطیہ جات، صدقات، کپڑے، خوشبوئیں لوگوں میں تقسیم فرما دیتے۔ (خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ)

۲۴) ابو منصور عبد القاہر بن طاہر: قاتلین نے ظلم سے قتل کیا اور کفر میں مبتلا ہوئے۔

۲۵) جناب محمد رضا مصری: قاتل بلاشبہ مجرم اور عثمان رضی اللہ عنہ عادل اور پارسا تھے۔

۲۶) ڈاکٹر طہٰ حسین کے بیان کا بھی یہی مفہوم ہے۔

(آئینہ خلافت پروفیسر سعید اختر)

شہادت کے بعد حضرت علیؓ کا بیان

شہادت کے روز میرا طائرِ عقل پرواز کر گیا تھا۔ لوگ میرے پاس بیعت کے لئے آئے میں نے کہا بخدا میں ایسی قوم کے بیعت کرنے سے شرماتا ہوں۔ مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دفن ہونے سے پہلے بیعت میں مصروف ہوں۔ پھر ارادۂ الٰہی غالب آیا مجھے بیعت لینا پڑی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس ہنگامہ کو روکنے کی پوری کوشش فرمائی تھی لیکن وہ ہوا جو اللہ کو منظور تھا۔ (سوانح کربلا مصنف حضرت نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت داتا گنج بخش لاہوریؒ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں:

(بابت شہادت) بحوالہ حدیث پاک: راوی حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن ریاح رضی اللہ عنہ)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اے میرے بھائی کے بیٹے! واپس چلا جا اپنے گھر میں سکون سے بیٹھ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم صادر ہو مجھے خون بہانے کی ضرورت نہیں" یہ علامت ایک خلیل اللہ کے لئے اس کی خلّت آزمانے کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ جیسا کہ خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا تھا "وہ اللہ میرے سوال کو مجھ سے بہتر جانتا ہے"۔

سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہادت کے وقت سیدنا خلیل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تھے۔ لوگوں کا شور وغوغا نمرود کی آگ کی مثال تھا امام حسین رضی اللہ عنہ جبرائیل علیہ السلام کی جگہ تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسے حالات میں قوتِ ایمانی، توکل علی اللہ کا مظاہرہ کیا جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا تھا۔

(انس رضی اللہ عنہ تاریخ اسلام پروفیسر بشیر احمد)

شہادت عثمان رضی اللہ عنہ اسلام میں سب سے پہلا فتنہ آخری فتنہ خروج دجال۔
جو شہادت عثمان رضی اللہ عنہ پر خوش ہو گا وہ دجال پر ایمان لائے گا اگر دجال کا زمانہ نہ ملا تو قبر میں دجال کا مرید ہو گا۔ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ۔

نفاق کی لکیر خونِ عثمان سے کھینچی گئی اسلام کا جاہ وجلال ختم ہو گیا۔

منقبت

جو دامادِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ان کا جانشیں بھی ہے
جو ہے قرآن کا جامع اور اب بھی محوِ قرآں ہے
لقب جس کا ہے ذوالنورین اور عاشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے
کیا دل کھول کر جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مال قرباں ہے
نہیں ہے یاد تجھ کو بیعت رضواں کا وہ منظر
نظر آتا جہاں دستِ نبی خود دستِ عثمان رضی اللہ عنہ ہے

(تاج الدین احمد تاج لاہوری)

کون جز عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اسلام میں
دیکھئے اس کے لئے نہج البلاغت دیکھئے
جس مکان کے تھے محافظ حضرت حسنین رضی اللہ عنہما
اُس مکان میں جو مکیں تھا اس کی عظمت دیکھئے
کون تھا پیغامبر صلح حدیبیہ کے دن
عرضِ مسلم ہے کہ مُسلم کی روایت دیکھئے

(مولانا محمد مسلم بی اے لاہور)

نوٹ: عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، کوئی نبی قتل نہیں کیا گیا مگر اس کے بدلے میں ستر ہزار لوگ قتل کیے گئے اور کوئی خلیفہ قتل نہیں کیا گیا جس کے بدلے میں پینتیس ہزار قتل نہ کیے گئے ہوں۔ (ازالۃ الخفاء)

شہادت عثمانؓ اور شہادت حسینؓ میں مناسبت

١) دونوں کی خبریں بابت شہادت پہلے ہی مشہور تھیں۔

٢) دونوں مظلومیت کے عالم میں شہید ہوئے۔

٣) دونوں پر پانی بند رہا۔

٤) حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خیموں کا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان کا محاصرہ کیا گیا۔

٥) خیمے جلائے گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا گھر نذرِ آتش کیا گیا۔

٦) دونوں کے لئے نہ غسل اور نہ کفن۔

٧) نواسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی گردن پر تلوار چلی۔

٨) بوقت شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ نماز میں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تلاوت قرآن مجید میں تھے۔

٩) امام حسین رضی اللہ عنہ کا خون کربلا کے میدان میں گرا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خون قرآن شریف پر گرا۔

١٠) دونوں کے غم میں ملائکہ نے سوگ منایا۔

١١) دونوں کی شہادت پر جنوں نے نوحہ کیا۔

منقبت

ڈھانک لی فوراً ہی پنڈلی جس کو آتا دیکھ کر
یونہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے عزت حضرتِ عثمانؓ کی

فاطمہ زہراؓ علیؓ شیرِ خدا سب اہل بیتؓ
دل میں رکھتے تھے محبت حضرت عثمانؓ کی

آسمان پر کرتے تھے جن سے فرشتے بھی حیا
اُن کو تھی معلوم عظمت حضرتِ عثمانؓ کی

(پندرہ روزہ الفاروق چوکیرہ سرگودھا یکم جولائی ۱۹۵۹ء)

بلاشبہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیا کا مظہر اتم ہیں۔
(سید خلیل احمد قادری روز نامہ جنگ لاہور ۱۲ جولائی ۱۹۹۰ء)

مآثر جمیلہ اور محاورِ حسنہ:

مترجم ترمذی شریف مولانا علامہ بدیع الزمان رحمۃ اللہ علیہ نے باب مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں سولہ احادیث کا ترجمہ کرنے کے بعد بعنوان بالا بہت اعلیٰ نورانی بیان تحریر کیا ہے جس کے بعض جملے الراقم نے لکھے ہیں:

حدیث شریف نمبر ۹ میں یوں بیان ہے:

راوی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ''اللہ تجھے ایک کُرتہ پہنائے گا اور لوگ اس کو اتارنا چاہیں تو تو ہرگز نہ اتاریو'' تین بار فرمایا ابن ماجہ میں یہ روایت نعمان بن

بشیر رضی اللہ عنہ سے ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی روایت فرمایا: ''میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ آئے فرمایا اے عثمان رضی اللہ عنہ! تم مقتول ہو گے ایسے وقت میں کہ پڑھتے ہو گے سورۂ بقرہ اور ایک قطرہ تمہارے خون کا فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ ...... پر گرے گا مشرق و مغرب کے لوگ اس پر تم سے رشک کریں گے اور شفاعت قبول کی جائے گی۔ اور تیری ربیعہ اور مضر کے قبیلہ کے برابر اور مبعوث ہو گا تو قیامت کے دن امیر المومنین ہر محروم[1] کے اوپر۔

روایت کیا اس کو حاکم نے بھی مترجم فرماتے ہیں:

آپ رضی اللہ عنہ بچپن سے فطرتِ سلیمہ رکھتے تھے تشبہ بالانبیاء علیہم السلام تھے آپ رضی اللہ عنہ نے آٹے گھی اور شہد سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے حلوہ پکایا خدمتِ قدس میں پیش کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت پسند فرمایا۔

واقعہ:

ریاض نضرۃ میں ہے ایک بار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر تنگی ہوئی تو اسے رونے لگے کہ عثمان رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے فوراً چند بورے آٹا، گیہوں کھجور بکریاں، تین سو درہم روانہ کیے روٹی اور بھنا ہوا گوشت بھی بھیجا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی ''یا اللہ میں راضی ہوا عثمان رضی اللہ عنہ سے سو تو بھی راضی ہو۔ دوبارہ یہ دعا فرمائی اور کئی بار ایسی دعا کا اتفاق ہوا۔''

آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید حفظ کیا بغایت قوی الحفظ تھے طہارت کے مابین اعتنائے کامل رکھتے تھے حدیثِ صحیحین اس پر شاہد عادل ہے صیام و قیام میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے صائم الدھر تھے۔ قیام لیل بجا لاتے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس شب میں نے خواب میں دیکھا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک سرخ

[1] جن پر جھوٹ الزام لگائے جاتے ہیں ان کے امیر المومنین ہوں گے (حاکم)

گھوڑے پر سوار ہیں اور ہاتھ میں ایک نورانی چھڑی ہے اور نعلین شریف پاؤں میں ہے کہ تسمے اسکے نُور کے ہیں سو میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں مجھے آپ کی زیارت کا نہایت شوق تھا۔ فرمایا'' میں عثمان رضی اللہ عنہ کی شادی میں جاتا ہوں کہ اللہ نے ایک حُور سے ان کی شادی جنت میں کی ہے اور انہوں نے ہزار اونٹ اللہ کی راہ میں صدقہ کئے ہیں۔ اللہ نے اسے قبول کیا ہے۔

''کوئی جمعہ نہ گزرا کہ میں نے ایک غلام آزاد نہ کیا'': حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔

بار بار عمرہ کے لئے جاتے۔ حج فرماتے۔ صلح رحمی میں بھی ممتاز ترین تھے۔ (راوی عائشہ و علی رضی اللہ عنہما جزاہ اللہ عنا خیر الخبر ا آمین۔ (علامہ دوران یگانہ زمان مولانا بدیع الزمان رحمۃ اللہ علیہ مترجم جامع ترمذی شریف جلد دوم اپریل ۱۹۸۸ء)

منقبت

میری چشمِ پرشوق میں جلوہ گر ہے
مدینے کی نوری فضا اللہ اللہ

وہ حجرے سے حضرت کا تشریف لانا
گلبانگِ صلِ علیٰ اللہ اللہ

اذاں میں وہ دل سوز لحنِ بلالیؓ
وہ تکبیر کا گونجنا اللہ اللہ

صحابہؓ کی انجم نمادہ جماعت
مقابل شہہ دوسرا اللہ اللہ

اِدھر افضل الخلق صدیق اکبرؓ
حبیبؓ حبیبِ خدا اللہ اللہ

اِدھر جانِ اسلام فاروق اعظمؓ
نبوت کے راز آشنا اللہ اللہ

وہ عثمانِؓ عفان بحرِ سخاوت
مجسم وہ حلم و حیا اللہ اللہ

شہیدِ خلافت علیؓ شیرِ یزداں
وہ تاجِ سرِ اولیاء اللہ اللہ

نمازوں میں پیشِ نظر جانِ کعبہؐ
وہی نورِ ربِ العُلا اللہ اللہ

اِدھر سورۂ والضحٰی کی تلاوت
اُدھر جلوۂ والضحٰیؐ اللہ اللہ

وہ ہر ایک کا التحیات پڑھنا
نظر بر حبیبِ[1] خدا اللہ اللہ

شہنشاہِ کونینؐ کے وہ فدائی
عبادت تھی جن کی غذا اللہ اللہ

عبادت یہی اُن کی محبوب تر تھی
فقط آپ کو دیکھنا اللہ اللہ

وہ اصحابِ صُفَّہؓ کی پُر شوق نظریں
وہ دیدارِ بدر الدجیٰ اللہ اللہ

اِدھر یا حَبِیْبِی اَغِثْنِی زبان پر
اُدھر سے وہ لطف عطا اللہ اللہ

---

[1] اشارہ ہے طرف اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کی طرف

نسیمِ کرم کے وہ پُرکیف جھونکے
دریچے وہ جنت کے وا اللہ اللہ

صبا کی نہ پیغامبر کی ضرورت
وہ اظہار غم برملا اللہ اللہ

حمید آج کس دُھن میں تو ہے غزل خواں
یہ لَے مرحبا اللہ اللہ

(نامی)

باب چہارم

- اولاد امجاد رضی اللہ عنہم
- اولیات عثمانی
- مدح، حفظ مراتب (منظوم)
- اقوال زریں

سیدہ نائلہ رضی اللہ عنہا

(زوجۂ ذوالنورین رضی اللہ عنہ)

جب بلوائی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حویلی میں جابرانہ اقدام کر کے گھسے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کیا تو حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا نے فداکارانہ اقدام کرتے ہوئے خود کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر گرا دیا تاکہ تلوار آپ رضی اللہ عنہ کو نہ لگ سکے۔

اسلامی تاریخ میں خاتونِ جنت نائلہ رضی اللہ عنہا کا نام روشن ہے ان کی زندگی قابلِ اقتداء واتباع وکارناموں اور عمدہ عملی نمونوں سے بھری ہوئی ہے۔

ان کا نکاح جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا تو ان کے والد رضی اللہ عنہ نے رخصت کرتے وقت چند وصیتیں کی تھیں: مختصراً سرمہ پابندی سے لگانا، پانی سے صفائی ستھرائی کا بھرپور خیال رکھنا، نہایت عقلمند اور باصلاحیت تھیں حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی علم حدیث حاصل کیا حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے والوں میں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اور ام ہلال بنت وکیع رضی اللہ عنہا ہیں۔

جب ایک بلوائی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تلوار سے زور کا وار کیا تو ہاتھ پر لگا خون کا پہلا قطرہ قرآن مجید کی آیت ...... فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ...... پر گرا کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ تلاوت کر رہے تھے۔ دوسرے بلوائی نے حملہ کرنا چاہا۔ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا کی انگلیاں کٹ کر ہاتھ سے الگ جا گریں آخری دم تک صنف نازک ہونے کے باوجود اپنے شوہر رضی اللہ عنہ کی حفاظت اور دفاع کرنے کی بھرپور کوشش کی..... حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا مستجاب الدعوات خاتون تھی۔

حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے...... ایک اندھا شخص مصروف

طواف ہے اور وہ کہہ رہا ہے اے اللہ تو مجھے معاف کر دے اور مجھے نہیں لگتا کہ تو میری توبہ قبول کرے گا اور مجھے معاف کرے گا...... ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ میں سے ایک شیخ نے پوچھا کیا وجہ؟ اندھے نے کہا میرا قصہ بڑا عجیب ہے میں اور ایک میرا ساتھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بلوے میں شامل تھے۔ قتل عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد ہم دنوں گھر میں داخل ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا سر ان کی زوجہ نائلہ بنت فرافصہ رضی اللہ عنہا کی گود میں تھا سر کو نائلہ رضی اللہ عنہا نے کپڑے سے چھپا رکھا تھا ہم نے کہا چہرہ کھولو ہم اس کو تھپڑ ماریں گے حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا نے نہیں کھولا ہم نے زبردستی چہرہ کھولا میرا ساتھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا چہرہ دیکھ کر شرما گیا اور پیچھے ہٹ گیا اور میں نے آگے بڑھ کر شہید عثمان رضی اللہ عنہ کے چہرے پر طمانچہ مارا حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا نے مجھے روکنے کی بہت کوشش کی مگر میں نے طمانچہ مار ہی دیا تو نائلہ رضی اللہ عنہا نے اس وقت مجھے دو بددعائیں دی تھیں اللہ تجھے اندھا کر دے اور تیرا گناہ کبھی معاف نہ کرے خدا کی قسم! اس واقعہ کے بعد جب میں دروازے سے نکلا تو اسی وقت میں اندھا ہو چکا تھا، بینائی ختم ہو گئی تھی، اب دوسری بددعا کا اندیشہ بھی دل میں گھر کر گیا ہے۔

حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا اپنے پرانے کپڑوں میں شہادت کے بعد اپنی قوم کی چند خواتین کے ساتھ مسجد نبوی میں آئیں۔ ان پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے نشانات بھی تھے ایک عورت نے آواز لگا کر دیگر عورتوں کو اکٹھا کر لیا اگلی صفیں کھچا کھچ بھر گئیں عورتوں نے کچھ بیان کی فرمائش کی اس پر برجستہ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا نے بیان شروع کر دیا اور فرمایا:

"عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ عذر پیش کرنے کے باوجود تمہارے
ماحول میں شہید کر دیئے گئے مجھے زیادہ گفتگو کرنے والی مت

سمجھو! میں وہ آزاد عورت ہوں جو آج عبرت کا مرقع بن چکی ہوں اور صدموں کے بوجھ تلے دب کر رہ گئی ہوں اے لوگو! تم ایک ایسے اندھے بہرے فتنے کا شکار ہو چکے ہو جس نے آسمان تک چھپا لیا ہے۔ فتنہ کا یہ عفریت منہ پھاڑے ہوئے اور برائیوں کی چڑیل دانت پھاڑے کھڑی ہے اگر تم عثمان رضی اللہ عنہ کی اطاعت اتباع سے منہ موڑو گے تو یاد رکھنا آئندہ کوئی تمہاری بات بھی نہیں سنے گا۔"

اپنی تقریر ختم کر کے وہ ارضہ اطہر کی طرف منہ کر کے اللہ تعالیٰ سے کہنے لگیں کہ اے اللہ! تو گواہ رہنا پھر...... انا للہ و انا الیہ راجعون ط...... پڑھی اور روتی ہوئی واپس ہو گئی۔

لوگ ان کے بیان سے بے حد متاثر ہوئے خوف وغم میں مبتلا ہو گئے لوگ نمدیدہ اشکبار آنکھوں کے ساتھ منتشر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اتباع سلف صالحین کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔ (ماہنامہ بناتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کراچی ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ مصنف مضمون ابوامامہ قاسمی قسط ۸)

نوٹ: یہ تحریر لکھنے کے دوران کاتب الحروف محمد عبد الخالق توکلی کو رونا آ گیا یا اللہ! سیدہ نائلہ رضی اللہ عنہا کے رونے کے طفیل اس ناکارہ کے رونے کو بھی قبول فرمالے اور حضور رحمۃ اللعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت پر کرم فرمادے۔ (آمین)

ازواجؓ کے اسمائے گرامی:

آپ کی کل آٹھ بیویاں تھیں جن کے نام یہ ہیں۔

"سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا، سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا، رحلہ رضی اللہ عنہا، جندب بنی

سعد رضی اللہ عنہا، ملیکہ رضی اللہ عنہا، فاطمہ بن ولید رضی اللہ عنہا، امّ ولد رضی اللہ عنہا، حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا۔"

بیٹے رض:

ایک روایت کے مطابق نو بیٹے تھے۔ (بمطابق نواب صدیق حسن) جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

"عبد اللہ اکبر رضی اللہ عنہ، عبد اللہ اصغر رضی اللہ عنہ، ابان رضی اللہ عنہ، خالد رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، سعید رضی اللہ عنہ، ولید رضی اللہ عنہ، عبد الملک رضی اللہ عنہ"

بیٹیاں رض:

آپ رضی اللہ عنہ کی آٹھ بیٹیاں تھیں جن کے نام یہ ہیں

"مریم الکبریٰ رضی اللہ عنہا، عائشہ رضی اللہ عنہا، ام ابان رضی اللہ عنہا، امّ عمر رضی اللہ عنہا، مریم صغریٰ رض، امّ سعید رضی اللہ عنہا، امّ البنین رضی اللہ عنہا، امّ ایوب رضی اللہ عنہا"۔

مختصر حالات:

۱) سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا (نواسہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم) بچپن ہی میں ایک مرغ نے آنکھ پر ٹھونگ ماری جس سے زخم گہرا ہو گیا چھ سال کی عمر میں وصال فرما گئے...... انا للہ وانا الیہ راجعون...... جن کا اسم گرامی عبد اللہ ہے۔

۲) عبد اللہ الاکبر رضی اللہ عنہا صاحب اولاد ہوئے۔

۳) حضرت ابان رضی اللہ عنہما یہ حدیث کے راویوں میں سے ہیں غزوہ جمل میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حاضر ہوئے والی مدینہ بھی رہے (دورِ عبد الملک میں مردان میں) کثیر الاولاد تھے۔

۴) خالد رضی اللہ عنہ (ان کی والدہ نائلہ رضی اللہ عنہا) وہ قرآن مجید ان کے پاس تھا جن پر خونِ عثمان رضی اللہ عنہ کے قطرے گرے تھے۔ کثیر الاولاد ہوئے۔

۵) عمر رضی اللہ عنہ صاحب اولاد تھے۔ والدہ کا اسم گرامی جندب بنت سعد رضی اللہ عنہا۔

۶) ولید رضی اللہ عنہ۔ کنیت ابو عثمان تھی بہت خوش نصیب تھے خراسان کے والی بھی رہے۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت ولید تھیں۔

۷) عبد الملک رضی اللہ عنہ بچپن ہی میں وصال فرما گئے۔ ان کی والدہ ملیکہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

۸) مریم الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور عمر رضی اللہ عنہ دونوں سگے بہن بھائی تھے۔

۹) عائشہ رضی اللہ عنہا ان کا نکاح حرث بن حکم سے ہوا تھا۔

۱۰) امّ ابان اور امان رضی اللہ عنہما دونوں حقیقی بہنیں تھیں ان کا نکاح مروان بن حکم بن العاص سے ہوا۔

۱۱) امّ عمر اور عمر رضی اللہ عنہما کی والدہ رحلہ رضی اللہ عنہا تھیں مریم الاکبر رضی اللہ عنہا کی بھی یہی والدہ تھیں۔

۱۲) امّ سعید اور سعید رضی اللہ عنہما بھی دنوں سکے بہن بھائی تھے

۱۳) امّ البنین رضی اللہ عنہا ان کی والدہ ام ولد رضی اللہ عنہا تھیں۔

(بحوالہ شہادت نواسہ سید الابرار از مولانا عبد السلام قادری رضوی)

مدح عثمانؓ

(از شاکر صدیقی)

حضرت عثمان ذوالنورینؓ ہو تجھ پر سلام
حق نے بخشا تجھ کو رحمت سے شہادت کا مقام

جامع قرآن ہے تو اے امیر المومنینؓ

صورتِ خورشید روشن ہیں تیری خدماتِ دین

تو وہ محبوب حبیب مالک تقدیر ہے

بیعت رضوان تیری تو قیر کی تفسیر ہے

تیرا خرچ بہرِ حق وہ خیر کا مضمون ہے

مسجد نبوی کی دسعت بھی تیری ممنون ہے

رحمتِ حق تا قیامت تجھ پہ گل افشاں رہے

تیرے مرقد پر چراغِ مہر دمہ تاباں رہے

حفظ مراتب/فرقِ مرات: کالحاظ

اشعار حضرت جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ:

جانشین فاروق اعظمؓ کے ہوئے

بہرِ خطبہ جانب ممبر بڑھے

پایۂ اوّل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا مقام

اور دوم صدّیق کا تھا با احترام

رکھا عثمانؓ نے وہاں جا کر قدم

بیٹھے تھے جس جا نبی محترم

کسی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس کا سبب پوچھا: تو آپ رضی اللہ عنہ نے

جواب دیا کہ......

آپ نے فرمایا میں گر بیٹھتا

تیسرے پایہ پہ اگر بے ریا

تم عمرؓ جیسا سمجھ لیتے مجھے
جب کہ رتبے میں تھے وہ مجھ سے بڑے

گر دوم پایہ پہ میں کرتا قیام
وہم ہوتا میں ہوں اُس کا ہم مقام

جو ہے بعد انبیاء افضل البشر
جو کہ ہے صدیق اکبرؓ نامور

اب نہ ہو گا یہ کبھی وہم بھی
کہ میں ہوں ہم پایۂ احمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم

قولِ عثمانؓ سے ہوئی ثابت یہ بات
مرتبہ میں بعدِ فخرِ کائنات

ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ سب سے بلند
سرفراز و کامیاب و ارجمند

بعد ان کے رُتبہ عثمانؓ ہے
بایقین جو کامل الایمان ہے

(حضرت جناب غلام دستگیر نامی)

اولیاتِ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

۱) آپ رضی اللہ عنہ کا شمار اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ میں ہوتا ہے

۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن قبلہ بنو اُمیہ میں سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہی ایمان لائے۔

۳) پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے بعد

مواہل وعیال اللہ کی راہ میں ہجرت کی آپ امت میں مہاجر اوّل میں۔

۴) واحد شخصیت ہیں جن کی زوجیت میں ایک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے آئیں۔

۵) بیر رومہ خرید کر وقف کرنا اسلام میں پہلا وقف ہے۔

۶) موذنوں کے لئے بیت المال سے وظائف کا تقرر کیا۔

۷) نماز عیدین سے پہلے خطبے کی تقدیم کی۔

۸) اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے خلیفہ منتخب ہوئے۔

۹) تمام لوگوں کو ایک قرآن پر جمع کر دیا۔ املاء و قرأت کے جھگڑے مٹادئے

۱۰) بروز جمعہ مینارہ پر ایک اذان کا اضافہ کیا۔

۱۱) زمین پر مالکانہ حقوق کے پروانوں کا اجراء فرمایا۔

۱۲) چراگاہوں کا بندوبست کیا (بیت المال کے اونٹوں کے لئے)۔

۱۳) امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بحری بیڑا تیار کرنے کی اجازت دی۔ پہلی بار بحری فتوحات حصال ہوئیں۔

۱۴) قیصر روم اور کسریٰ ایران دونوں ہلاک ہوئے (آپ رضی اللہ عنہ کے دور میں) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی پوری ہوئی (کہ ان کی ہلاکت کے بعد کوئی قیصر کوئی متعین نہ ہوگا)

۱۵) صفیں درست کرنے کے لئے متعدد اشخاص متقعین فرمائے۔

(مسند امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ)

۱۶) تکبیر میں آواز دھیمی کی۔

۱۷) مسجد میں خوشبو جلوائی۔

۱۸) کبوتر بازوں اور غلیل اندازوں پر ایک حاکم مقرر کیا۔ جس کا کام کبوتروں کو قینچ کرنا اور غلیل کا توڑنا تھا۔

اقوالِ زریں سیدنا عثمان ذوالنورینؓ

۱) مجھے تین باتیں پسند ہیں
☆ بھوکوں کو کھانا کھلانا۔
☆ ننگوں کو کپڑا پہنانا۔
☆ تلاوتِ قرآن مجید۔

۲) فکرِ دنیا تاریکی ہے فکرِ آخرت نور ہے۔

۳) قبر کی تیاری ضروری امر ہے۔

۴) تارکِ دنیا خدا کا محبوب ہے تارکِ گناہ فرشتوں کا محبوب ہے۔ تارکِ طمع مسلمانوں کا محبوب ہے۔

۵) سفرِ آخرت کی تیاری نہ کرنا بہت بڑی بربادی ہے۔

۶) دنیا جس کے لئے قید خانہ ہو قبر اس کے لئے گوشہ رحمت ہوگی۔

۷) پاک دل تلاوت کرنے اور تلاوت سننے سے کبھی سیر نہیں ہوتا۔ خدا کی قسم! میرے قتل کے بعد کبھی متفقہ قوت کے ساتھ کافروں سے قتال نہ کر سکو گے۔ نہ اکٹھے نماز باجماعت پڑھ سکو گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ پیش گوئی آپ کی شہادت کے بعد سے اب تک پوری ہو رہی ہے پاکستان میں کس قدر فرقے، مسلک، الگ الگ نمازیں فلسطین، کشمیر، افغانستان، عراق اور دیگر کئی مقامات پر مسلمانوں پر قیامت نما ظلم ڈھائے جارہے ہیں مگر اقوامِ عالم کے مسلمانوں حکمران اور مسلمان

اکٹھے نہیں ہوتے غیر مسلم بڑی سپر پاورز کو اپنا آقا بلکہ خدا سمجھتے ہیں ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بنا، چیچنیا کے مسلمانوں پر قیامت برپا ہوئی فلسطینی کشمیر افغانی اور عراقی مسلمان روزانہ ظلم وستم کے ساتھ شہید کئے جارہے آج کل ایران، شام کو دھمکیاں دی جارہی ہیں۔ ۱۹۶۷ء میں تمام انبیاء علیہم السلام کا قبلہ بیت المقدس پر بنی اسرائیل کا قبضہ ہوا۔

استدعا والتجا

اے خاصہ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
امت پر آ کے تیری عجیب وقت پڑا ہے
فریاد ہے اے کشتی امت کے نگہبان
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

(حالیؔ)

المدد المدد شہہِ کونین
وقتِ نصرت ہے غمگسارِ حرم
الغیاث الغیاث میرِ عرب
آج خطرے میں ہے وقارِ حرم

(حافظ مظہر الدین شہیدؒ)

متحد یہود بہرِ قتال
منتشر جملہ شہسوارِ حرم

فریاد ہے اے سلطانِ دیں اے رحمۃ للعلمین

تم ہو شفیع المذنبین اس دَر سے ہم جائیں کہاں؟

اب کیجئے ایسا کرم ہو دین کا اونچا علم

کفار کی گردن ہو خم اُن کا مٹے نام و نشان

(مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ)

اِک بار پھر بطحا سے فلسطین میں آؤ آقا

(احمد ندیم قاسمی)

باب پنجم

- متفرقات: ایمان افروز، اور روح پرور خصوصی بیان متعلقہ صحابہ کرامؓ
- خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم
- سیدنا جُلَیْبِیبؓ
- اعلانِ رضامندی
- شرفِ صحبت
- خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ
- کامل انسانیت کا طبقہ
- ناقدین صحابہ رضی اللہ عنہم کا دین سلامت نہیں رہ سکتا
- قرامطہ اور باطنیہ۔ مطاعن مع جواب
- حدیثِ خلافت
- منقبتِ صحابہ رضی اللہ عنہم

یاربّ صلّ وسلّم دائمًا ابداً

علی حبیبک خیرالخلق کلھمِ

مفید ترین معلوماتی نورانی بیان

(بابت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم)

(بحوالہ شرح صحیح مسلم شریف ج ۶ مصنف حضرت علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ)

دلچسپ معلومات

کیسے عجیب حضرات اور کیسا عقیدہ اور علم:

تعدادِ صحابہ: از کتب شیعہ: وصالِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل بیت رضی اللہ عنہم کے سوا صرف تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مومن رہے تھے باقی سب مرتد ہو گئے تھے۔

العیاذ باللہ، شیخ ابو عمرو کشی نے لکھا راوی امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ تین صحابہ کے نام یہ ہیں: سیدنا بن اسود رضی اللہ عنہ، ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ، سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ۔
(رجال کشی ص ۱۲ مطبوعہ کربلا ایران، عبدالرحیم قیصر متوفی ۳۲۸ھ فروع کافی ج ۷ مطبوعہ تہران)

تردید:

تورات شریف سے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد لاکھوں ثابت ہے۔
(عہد نامہ قدیم ص ۲۰۱ مطبوعہ پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور، عہد نماہ جرید ص ۱۷، ۳۸ پاکستان بائبل سوسائٹی لاہور)

حالانکہ چھٹی صدی تفسیر شیعہ (شیخ طبرسی) متوفی ۵۴۸ھ (مجمع البیان تفسیر ج ۹ مطبوعہ ایران) شیخ طباطائی کی تفسیر متوفی ۱۲۹۳ھ المیزان ج ۱۸ مطبوعہ ایران تفسیر فتح سے ثابت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعداد کثیر تھی۔

کتبِ شیعہ میں فضیلتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی صفات موجود ہیں۔ مرتدین اور منافقین کے فضائل اور صفات نہیں ہو سکتے۔

باب ۸۴۴، فضائل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں سترہ احادیث ہیں مسلم شریف میں۔

باہمی جنگوں کے متعلق اہلسنّت و جماعت کا نظریہ:

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم مجتہد تھے، نیک اور عادل تھے، ہر ایک کی اپنی تاویل تھی، بعض معاملات ان پر مشتبہ ہو گئے تھے، سورۃ توبہ آیت ۴۰ کی تفسیر میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی دس وجوہات تحریر فرمائی ہیں۔ سورۃ نور آیت ۵۵ آپ کی خلافت کی صحت پر دلیل ہے۔

فضائل عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

۲۲ احادیث مسلم شریف میں صرف پہلی حدیث نمبر ۲۰۶۵ کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے۔ (راوی ابن عباس رضی اللہ عنہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ تخت پر رکھا گیا تو لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے۔ وہ ان کے حق میں دعا کرتے، تحسین آمیز کلمات کہتے اور میت اٹھائے جانے سے پہلے ان کی نماز جنازہ پڑھ رہے تھے۔ میں ان لوگوں میں شامل تھا اچانک ایک شخص نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ میں نے گھبرا کر مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت کی اور کہا (اے عمر رضی اللہ عنہ) آپ نے اپنے بعد کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا جس کے کیے ہوئے اعمال کے ساتھ مجھے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا پسند ہو۔ بخدا مجھے یقین ہے اللہ تعالیٰ آپ کا درجہ آپ کے دونوں صاحبوں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ کر دے گا، کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت یہ سنتا تھا ”میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور

عمر رضی اللہ عنہ آئے'' ''میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نکلے'' ''میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ داخل ہوئے'' مجھے یقین ہے اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں صاحبوں کے ساتھ رکھے گا۔ امامِ مسلمؒ نے ایک اور سند سے یہی حدیث آگے نمبر ۲۰۶۶ بیان فرمائی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق بعض آیات نازل ہونے پر شیعہ علماء کی تائید ہے، انفال، ۶۸ توبہ، ۸۴ انفال، ۶۷ احزاب، ۵۳ کی تفسیر ان کی کتب میں موجود ہے بابت حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔

عظمتِ عثمانِ غنیؓ:

علامہ سیوطی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

تمام دنیا کی تاریخ اٹھا کر نظر ڈالئے تاریخ عالم میں آپ کو کہیں ایسی مثال نہیں ملے گی کہ کسی حکمران کے خلاف کچھ لوگ باغی ہو جائیں اور حکمران کو اپنی ذات اور اپنی حکومت کے تحفظ کے متعدد وسائل حاصل ہوں۔ نہ صرف یہ بلکہ جاںنثار رفقاء ارکانِ دولت تمام ازواج سب اس کے حامی ہوں باغیوں کے قلع قمع کرنے کے لیئے بے تاب ہوں اور بار بار اس حکمران سے باغیوں کی سرکوبی کا مطالبہ کر رہے ہوں لیکن وہ حکمران محض اس سبب سے ان لوگوں کو باغیوں سے جنگ کرنے کی اجازت نہیں دیتا کہ کسی ایک جان کی بقا کے لیے سینکڑوں جانیں تلف نہ ہو جائیں۔

محاصرہ والے دو ہزار سے کم تھے، مکان کے اندر اور باہر جاںنثار دو ہزار سے زائد تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا ہر بار ایک ہی جواب تھا'' میں اپنی ذات یا اپنی خلافت کی خاطر مسلمانوں کی تلواریں باہم ٹکراتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔''

حضرتِ علیؓ اور معاویہؓ:

یہ دونوں ہمارے لیے محترم ہیں، دونوں مجتہد ہیں، دونوں کا موقف

اخلاص پر ہے، جمل وحنین میں شہداء کا انبار لگتا رہا۔

حضرت عثمانؓ:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محاصرہ، بھوک و پیاس، ضروریات زندگی سے محرومی خندہ پیشانی سے برداشت کی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد یہ سعادت کسی کے حصہ میں نہیں آئی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دیارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری خلیفہ تھے۔ عزم و استقلال کا کرہ گراں اپنی جگہ قائم ہے، خونِ عثمان رضی اللہ عنہ قرآن کریم کی آیات پر گرا، قیامت کو یہ اوراق گواہی دیں گے۔ ''جو جس حال میں شہید ہوا اسی حال میں اٹھے گا۔'' (حدیث شریف)

سلام ہو عثمان رضی اللہ عنہ پر آپ کی ذاتِ گرامی پر آپ قرآن مجید پڑھتے ہوئے اُٹھیں گے۔ (مقالاتِ سعیدی میں بھی یہ ساری تفصیل و بحث ہے)

حضرت علیؓ کے فضائل:

(۱) ''تم کو اس وقت تک موت نہیں آئیگی جب تک تمہاری اس جگہ ضرب نہ لگائی جائے اور تمہاری یہ جگہ خون سے رنگین نہ ہو جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا'' (حدیث شریف، راوی حضرت علیؓ)

(۲) ''بد بخت ترین شخص تم کو قتل کرے گا جیسے قومِ ثمود کے بد بخت نے اللہ کی

امامِ نوویؒ اور قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں حضرت ہارون علیہ السلام خلیفہ نہیں بنے تھے بلکہ ان کا وصال حضرت کلیم اللہ علیہ السلام سے چالیس سال پہلے ہو گیا تھا۔ مزار شریف احد پہاڑ پر ہے۔ (الراقم)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہنے کا حکم نہیں دیا تھا بلکہ بُرا نہ کہنے کا سبب دریافت کیا تھا۔ (امامِ نووی رحمۃ اللہ علیہ)

ایک خوش نصیب صحابی سیدنا جلیبیبؓ کی مدح میں چند جملے:

(۱) ''یہ مجھ سے اور میں اس سے'' (حدیث شریف)

(۲) شہید ہوئے۔

(۳) ان کی نعش مبارک کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دونوں ہاتھوں سے اٹھایا، کوتاہ قد اور بدشکل تھے۔

(۴) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک لڑکی سے نکاح کا پیغام دیا، ماں باپ نے اس رشتہ کو ناپسند کیا۔ لڑکی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کا علم ہوا تو اس نے یہ آیت پڑھی ''جب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کا فیصلہ کرلیں تو کسی مومن یا مومنہ کو ان کے حکم سے اختلاف کی گنجائش نہیں ہے'' لڑکی نے کہا میں راضی ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکی کیلئے دعا فرمائی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بقاء کا صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی بقا کا امت کی لیے امان ہونا:۔ حدیث شریف: میں اصحاب رضی اللہ عنہم کے لیے امان ہوں اور جب میں چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب رضی اللہ عنہم میری امت کے لیے امان ہیں۔

صحابہؓ کی تحریم:

''میرے صحابہ کو برا مت کہو، میرے صحابہ کو برا مت کہو'' دو بار فرمایا۔

(راوی ابو ہریرہؓ، حدیث ۶۳۶۴)

فتویٰ فقہاء احناف:

جو ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

فقہاء شافعیہ:

سَبِّ صحابہ رضی اللہ عنہم حرام ہے۔ (امامِ نووی رحمۃ اللہ علیہ)

گناہ کبیرہ اور تعزیر واجب ہے۔ (امامِ شافعی رحمۃ اللہ علیہ)

فقہاء مالکیہ:

اسے قتل کیا جائے گا۔

فقہاء حنبلیہ:

ان کا بھی ایسا ہی فتویٰ ہے۔

خوارج کا مذہب ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا قتل قربِ خدا کا ذریعہ ہے۔

ص ۱۲۱۷۔

حضرت احمد رضا خاں بریلوی کا نظریہ یہ ہے کہ ایسا شخص دین اسلام سے خارج ہے۔

سبّ صحابہؓ پر مشتمل شیعہ علما کی عبارات:

ملا باقر مجلسی، امامِ جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ، سے منسوب کر کے لکھتا ہے:

جہنم کے سات دروازے ہیں، ایک دروازے سے داخل ہونے والے فرعون، ہامان، قارون ہیں، یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

دوسرے دروازے سے بنو امیہ: چار مردوں سے بہت بیزاری ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ و معاویہ رضی اللہ عنہ اور چار عورتوں سے: عائشہ رضی اللہ عنہا، حفصہ رضی اللہ عنہا، ہند رضی اللہ عنہا، اُمّ الحکم رضی اللہ عنہا۔

امام زین العابدینؒ سے منسوب روایت:

جعلی روایت امامِ زین العابدین رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر کے لکھی ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ دونوں کافر ہیں۔ (اللہ ہمیں ایسے بہتان سے محفوظ فرمائے۔ آمین)

امام محمد باقرؒ سے منسوب روایات:

امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا تو وہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو زندہ کر کے حد جاری کریں گے۔ (ملا محمد باقر محمد تقی مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ)

یہ عبارت حق الیقین مطبوعہ ایران اور حیات القلوب ج ۲ مطبوعہ تہران میں بھی ہے۔

امامِ مہدی علیہ السلام ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کو قبر سے باہر نکالیں گے، وہ تروتازہ بدن کے ساتھ ہوں گے، کفن اتار کر زندہ کریں گے۔ پھر ابتدا تا آخر جتنے ظلم ہوئے سب کا گناہ ان پر لازم کریں گے، درخت پر چڑھائیں گے، آگ کو حکم دیں گے کہ وہ درخت جلا دے، ہوا کو حکم کہ راکھ دریاؤں میں گرا دے۔

از ص ۱۲۳۲، ۱۲۳۳ بقول حضرات شیعہ، راوی ابوذر غفاریؓ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قرآن جمع کیا۔ مہاجرین وانصار کے سامنے پیش کیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ نے کھولا۔ پہلے صفحہ پر قوم (صحابہ رضی اللہ عنہم) کی برائیاں لکھی ہوئی تھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اچھل کر کہا: ''واپس لے جاؤ'' پھر زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلا کر اپنی مرضی کا قرآن بنالیا۔

(شرح صحیح مسلم ج ۶ مصنف غلام رسول سعیدی)

علامہ غلام رسول سعیدی کئی ضخیم کتب کے مصنف ہیں بلا شبہ زبردست عالم ہیں۔ میرے حضرت خواجہ صدیق احمد شاہ سیدی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ خصائص الکبریٰ کی تقدیم و تعارف بھی انہوں نے لکھا۔ اس ترجمہ پر علامہ حضرت سعید احمد کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد اسی تعارف میں موجود ہے کہ یہ ترجمہ لفظ بہ لفظ دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے منظور شدہ ہے۔ (شرح مسلم ج ۶ علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ)

نوٹ: الراقم نے صرف اس لیے نقل کیا ہے کہ قاری کا عقیدہ درست ہو جب عقیدہ درست ہوگا عمل بھی قبول ہوگا۔ کسی کی دل آزاری بخدا قطعاً مطلوب ومقصود نہیں۔

نظم بعنوان عشقِ صحابہؓ

نہ کرتا عشق یارانِ نبی گر یاوری اپنی
سفینہ غرق کر دیتی کبھی کا خود سری اپنی

درِ قصرِ نبوت تک رسائی کس طرح ہوتی
جو نقشِ پا صحابہ کے نہ کرتے رہبری اپنی

یہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ہی کی برکت ہے
کہ شاخ باور ہر وقت رہتی ہے ہری اپنی

صحابہ آسمانِ دین کے روشن ستارے ہیں
انہی کی روشنی سے ہو رہی ہے رہبری اپنی

طرقِ اہلسنّت و جماعت مسلکِ حق ہے
اسی مسلک میں ہے خیر و فلاح بہتری اپنی

ہمیں شیخین و اہل بیت سے یکساں محبت ہے
اسی سے ہے ہر آن مسلکِ پہ ثابت برتری اپنی

(ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۸ تا ۱۵ دسمبر ۱۹۸۹)

منقبت

(مولانا بشیر احمد صاحب کوٹلی لوہاراں)

اسلام کی عظمت کے نگہبان ہیں چاروں
قرآن کے شاہد دلِ قرآن میں چاروں
تبلیغِ شریعت میں جو کوشاں رہے ہیں
کیونکر نہ کہوں میں کہ یہ ایمان ہیں چاروں

صحابہ گمراہوں کے واسطے روشن ستارے ہیں
ہیں رستہ دکھانے کے لیے نوری منارے ہیں
اسلام کی عظمت کے سہارے ہیں صحابہؓ
تنویر الٰہی کے نظارے ہیں صحابہؓ

کیوں حسنِ دو عالم نہ ہوں قربان انہیں پر
ہیں چاند محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ستارے ہیں صحابہؓ
کیا شان دیکھئے ہے صحابہ کرام کی
اللہ نے ان پر آتشِ دوزخ حرام کی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرتے اور سلام کا جواب وعلیکم السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پاتے، کیسی خوش بختی! ہم کانوں سے کیسی فضولیات سنتے ہیں صحابہ کرامؓ زبانِ اقدس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے کلامِ پاک سنتے۔

ہم کیسی کیسی بُری چیزیں دیکھتے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رُخِ انور سیدنا مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے۔ سبحان اللہ، کیا شان ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی، رضی اللہ عنهم

ورضوا عنه۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے راہِ خدا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں تن من دھن سب کچھ قربان کردیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جانثاری وفدا کاری، عزیمت و استقلال کے واقعات رہتی دنیا تک زندہ وتابندہ رہیں گے۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو درخت سے الٹا لٹکا کر تیروں کی بارش کردی گئی۔ سیدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کو دو اونٹوں کے ساتھ باندھ کر زندہ چیر دیا گیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ایمان افروز واقعات کے مطالعہ سے ہمارے قلوب بھی گرمیٔ ایمان سے منور ہوسکتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ ساری کائنات جھوٹی ہوسکتی ہے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کہی ہوئی بات غلط نہیں ہوسکتی۔

(صاحبزادہ مولانا طارق محمود ابن مولانا تاج محمود بحوالہ ہفت روزہ لولاک نومبر ۱۹۸۹ء)

ایمان افروز بیان صحابہ کرامؓ

(بحوالہ خطبات ج ۱ تا ۱۰ حکیم الاسلام جناب قاری محمد طیب دارالعلوم دیوبند)

فدائیت، اعلانِ رضامندی، تقویٰ، درجۂ اجتہاد، فیض صحبت نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ، نجومِ ہدایت، نورٌ علیٰ نور، سبّ وشتم کا انجام، معیارِ حق، ناقدین کا دین سلامت نہیں رہ سکتا، فرقہ ناجیہ۔

فدائیت:

ایک صحابی ہیں جو عوام صحابہ میں ہیں، علماء وفقہا میں شمار نہیں، کھیتی باڑی کرتے تھے، ہل چلاتے تھے، ایک شخص نے جاکر خبر دی کہ جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا۔ پس اس نے ہل چھوڑ کا دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور کہا: یا اللہ! میری آنکھیں اس لیے تھیں کہ تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کریں،

میرے کان اس لیے تھے کہ تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنیں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں نہین تو میری آنکھیں ختم کردے۔ میرے کان بھی ختم کردے، یہ صحابی مستجاب الدعوات تھے اسی وقت نابینا ہوگئے اور بہرے ہوگئے، ان کے نزدیک بدن کی قوتوں کی غرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

اعلانِ رضا مندی:

قرآنِ کریم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مقدس قرار دیا ہے:

''اور سب سے آگے سب سے پہلے ایمان لانے والے مہاجرین و انصار سے اورانہوں نے پیروی کی ان کی عمدگی سے راضی ہوگیا اللہ تعالیٰ ان سے اور راضی ہوگئے، وہ اس سے اوراس نے تیار رکھے ہیں ان کے لیے باغات، ان کے نیچے ندیاں ہمیشہ رہیں گے ان میں ابد تک یہی بڑی کامیابی ہے''۔

(سورۃ توبہ پ ۱۱ آیت ۱۰۰ ترجمہ از تفسیر ضیاء القرآن ج ۲)

اس طبقہ سے اللہ تعالیٰ کبھی رضا مندی ظاہر نہیں فرما سکتا جس کے اندر کھوٹ ہو۔ کوئی خرابی ہو۔ یہ اعلان قرآن مجید کے اندر ہے، قرآن شریف قیامت تک ہے، رضی اللہ عنہم کا وعدہ بھی قیامت تک ہے، پس ثابت ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمیشہ برگزیدہ ہی رہیں گے اور پسندیدہ بھی ورنہ قرآن حکیم غلط ثابت ہوگا۔ کہیں فرمایا:

أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ۝ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً۔

یہ بزرگ لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ جن کو بزرگ فرمائے ان کی بزرگی میں کیا کلام ہوسکتا ہے؟

اگر کوئی کہے پہلے صحیح تھے بعد میں نفاق ہوا تو قرآنِ کریم نے اس کی تردید و تکذیب بھی فرمادی۔

اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی ط (الحجرات پ۲۶)

''یہی وہ لوگ ہیں مختص کرلیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لیے''

خدا تعالیٰ کی پرکھ غلط نہیں ہوسکتی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسد اللہ علی رضی اللہ عنہ میں جنگ ہوئی، یہ خطائے اجتہادی تھی، یہ معصیت نہیں ہے ورنہ اجر نہ دیا جاتا، تقویٰ باطن دونوں جگہ قائم ہے، ان کی خطا کو معصیت کہنا، ضال اور گمراہ ہونے کی علامت ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم کا معاملہ ہے کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم خود غرضی اور بے دینی سے دُور تھے۔ (سورۃ الفتح کی آخری آیت کریمہ ترجمہ و تفسیر دیکھیے)

شرفِ صحبت:

مَعَهٗ کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل ہے منقطع نہیں ہے۔ اشدّاء الکفّار سے ان کے بُغض فی اللہ کی تعریف فرمائی اور رحماء بینھم سے ان کے حُب فی اللہ کا ذکر فرمایا، یہ صفات بغیر دین کامل ہونے کے حاصل نہیں ہوسکتیں۔ اور پھر تَرٰهُمْ۔الخ...... میں اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کی شہادت دیتا ہے۔... ہر وقت اللہ کی رضا کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ فرمایا پہلی آسمانی کتب میں بھی ان کی صفات بیان کی گئی ہیں گویا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقبول ہونی کی شہادتیں تمام کتب سماوی میں موجود ہیں جو قیامت تک باقی رہیں گی پس اگر ان سے کوئی ایسی بات صادر ہو جو بظاہر نامناسب ہو تو اللہ کی رضا کے اعلان کو دیکھتے ہوئے مناسب تاویل کی جائے۔ (ص ۱۶۳ ج ۲ خطبات)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو کمال حاصل ہوئے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت

سے حاصل ہوئے۔ (بحوالہ ج ۳ ص ۹۹ تا ۱۰۰)

سب سے بہتر طریقہ تحصیل علم و اخلاقی کمال فیضِ صحبت ہے، حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ رئیس التابعین وہ مرتبہ حاصل نہ کر سکے جو ادنیٰ ترین صحابی کا ہے۔ حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کو صحابہ رضی اللہ عنہم اسی لیے کہتے ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت یافتہ ہیں...... اسی واسطے تاکید کی گئی کہ اچھی صحبت حاصل کرو۔ مولانا رومی قدس سرّہ فرماتے ہیں:

صحبتِ صالح ترا صالح کند
صحبتِ طالع ترا طالع کند

انسان تو انسان ہر چیز کی صحبت کا اثر ہوتا ہے۔ کپڑوں کے صندوق میں گلاب کے پھول بھر دیں، ہفتہ بعد جب نکالیں گے سارے کپڑوں میں گلاب کی خوشبو آئے گی۔ گرم کپڑوں میں فرنیل یا تمباکو صندوقوں میں ڈالتے ہیں...... کپڑوں میں وہی بو ہوتی ہے۔ لوہے کو بھٹی میں ڈال دیں شکل آگ جیسی جو جائے گی۔ خاصیت بھی آگ کی پیدا ہو گی۔ ایک اور مثال:

خواجہ باقی باللہؒ:

اکابر اولیاء اور بڑے کاملین میں سے ہیں دہلی میں ان کا مزار ہے۔ سیدنا مجدد الف ثانی شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے شیخِ طریقت ہیں ان کے یہاں اتفاق سے مہمان آ گئے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں کچھ نہ تھا کئی دن سے فاقہ تھا۔ مریدوں میں سے ایک بھٹیارہ جس کا ہوٹل تھا سمجھ گیا کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر فاقہ ہے۔ اپنی ہوٹل پر گیا، عمدہ کھانے لاکر بطور ہدیہ پیش کیے۔ مہمانوں نے کھانا کھایا رخصت ہوئے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خوش ہوئے۔ فرمایا: مانگ! کیا مانگتا ہے...... جو مانگے ملے گا۔ بھٹیارے نے کہا مجھے اپنے جیسا بنادو۔ یہ چیز بھاری تھی کہ وہ بعینہٖ خواجہ باقی باللہ

بن جائے اس میں ایسی استعداد و صلاحیت کہاں؟ فرمایا: تو نے اپنی ہمت سے بڑھ کر درخواست کی ہے۔ امت میں کسی بڑے سے بڑے قطب و غوث ولی کی مجال نہیں کہ ان کمالات کی برداشت کر سکے جو نبوت کے کمالات برداشت کرتے ہیں۔ عام آدمی ولایت کے کمالات کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تیرے اندر ہمت اور قوت نہیں ہے۔ وہ مانگ جو تو برداشت کر سکے اس نے بار بار کہا مجھے اپنے جیسا بنالو...... خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کوٹھڑی (حجرے) میں لے گئے، دروازہ بند کرلیا اس کے اوپر توجہ ڈالنی شروع کی اس کی روح میں کمالات ونسبت کو بھرنا شروع کیا۔ سب کچھ بھر دیا جو آپ کے اندر تھا۔ کیفیت یہ ہوئی کہ بھٹیارے کی شکل بھی ویسی بن گئی جیسی خواجہ باقی باللہ کی تھی۔ جب حُجرے سے دونوں باہر نکلے۔ شکل وصورت رنگ دونوں کا ایک جیسا تھا۔ لوگوں نے پہچانا کہ خواجہ صاحبؒ بڑی قوت و متانت سے آرہے ہیں اور دوسرے خواجہ صاحب لڑکھڑا رہے ہیں۔ لرز رہے ہیں۔ تین یا چار دن کے بعد بھٹیارے کا انتقال ہو گیا۔ خواجہ باقی باللہ کی صحبت صرف دس منٹ اٹھائی دوسرا باقی باللہ بن گیا اس طرح صحبت کا اثر پڑتا ہے۔

حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کو جو کمالات حاصل ہوئے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ صحبت سے حاصل ہوئے۔ فیضِ صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہزاروں، لاکھوں اور کروڑوں ہیں۔

حضرات صحابہ سندھ میں بھی آئے جب بازارون سے گزرے تو ہزارون آدمیوں نے ان کی چہرے دیکھ کر اسلام قبول کرلیا۔ (ص ۱۰۴ ج ۳ خطبات)

مردِ حقانی کی پیشانی کا نور
کب چھپا رہتا ہے پیشِ ذی شعور

صحبت سے قلبی نور منتقل ہوتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم درحقیقت نبوت کا ظلِ کامل تھے جن سے نبوت اور کمالاتِ نبوت پہچانے جاتے تھے۔

(ص۲۷ ج۶ خطبات)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

''صحابہ رضی اللہ عنہم کے دل شفاف تھے۔ ان کا علم گہرا تھا ان میں تکلفات نہ تھے۔ انہیں اقامتِ دین کے لیے پوری امت میں چُن لیا تھا۔ ان کا نقشِ قدم واجب الاتباع ہے''

بلا واسطہ نُورِ نبوت جذب کرتے تھے، سراپا نور بن گئے تھے۔ سُنن نبوت کے مجسم نمونے تھے۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سُننِ نبوت اور سُننِ صحابہ رضی اللہ عنہم کو ایک ہی فرمایا:

چنانچہ امت کے تہتر فرقوں کے بارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا ان میں سے ناجی فرقہ کون سا ہے؟ تو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا اَنَاْ عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ

''جن پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عقیدہ و عمل اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے عقیدہ و عمل کو ملا کر فرمایا: دونوں کی نوعیت ایک ثابت ہوئی۔ فرقوں کے حق و باطل ہونے کے معیار کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات بابرکات اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو ٹھہرایا۔

سبّ وشتم:

صحابہ رضی اللہ عنہم طبقہ روحانی فضا کی مانند ہے۔ فضا تک کوئی گندگی نہیں پہنچتی پہنچانے کی کوشش بھی کی جائے تو وہ لوٹ کر پہنچانے والے ہی پر گرتی ہے۔ اس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم امت کی تنقیدوں سے بالاتر ہیں وہ آفتابِ نبوت سے نزدیک تر

ہیں اور بلا واسطہ اس سے ملحق بھی ہیں۔ یہ کامل انسانیت کا طبقہ ہے مثل انبیاء علیہم السلام۔
(ص ۴۷، ج ۶ خطبات)

جناب مودودی صاحب کی ساری جماعت کا مسلمہ عقیدہ اور بنیادی اصول ہے ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی انسان معیارِ حق نہیں کوئی بھی تنقید سے بالاتر نہیں کوئی مستحق نہیں کہ اس کی ذہنی غلامی کی جائے۔''
جواب کے لیے مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کا خلاصہ:
خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کسی کو معیارِ حق بنا دیں یا اس کے معیارِ حق ہونے کی شہادت دیں یا معیارِ حق ہونے کا ضابطہ بتا دیں تو کیا وہ پھر بھی معیارِ حق نہ بن سکے گا؟ اگر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے باوجود بھی ان کے سوا کوئی معیارِ حق نہ ہوا تو خود رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا معیارِ حق ہونا معاذ اللہ باطل ٹھہرا۔

صحابہؓ کا معیارِ حق ہونا مخصوص ہے:

قرآنِ کریم سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ نے جن کا نام لے کر معیارِ حق و باطل قرار دیا ان پر جرح وتنقید سے روکا اور ذہنوں کو ان کی غلامی کیلئے مستعد فرمایا وہ بلا شبہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت صاف وصریح اور غیر مبہم ہدایت جاری فرمائی یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کا معیارِ حق ہونا قیاسی یا استنباطی نہیں بلکہ مخصوص ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مستقل حدیث ارشاد فرمائی۔

''عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت تہتر ملتوں پر تقسیم ہو جائے گی سوائے ایک کے سب جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ پوچھا گیا کہ وہ کون ہیں؟ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو فرمایا جو لوگ میرے اور میرے اصحاب رضی اللہ عنہم کے طریق پر ہیں''۔

(مشکوۃ شریف)

یہ نہیں فرمایا معیارِ وہی ہے جسے میں لے کر آیا ہوں۔ محض لٹریچر معیارِ حق نہیں بلکہ وہ ذوات (جمع ذات) معیارِ حق ہیں جو اس لٹریچر کے حقیقی ظرف بن چکے ہیں۔

''بلکہ یہ قرآن کی آیتیں ہی صاف ان لوگوں کے سینوں میں جن کو ملی ہے سمجھ اور منکر نہیں ہماری باتوں سے مگر وہی جو بے انصاف ہیں''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہ فرمایا کہ نجات وہلاکت کے پہچاننے کا طریقہ میری ذات ہے بلکہ اپنے ساتھ اصحاب رضی اللہ عنہم کو بھی شامل فرمایا۔

قَالَ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ۔ (مشکوۃ شریف)

کسی مکتبِ خیال کے افراد کو پرکھنے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی راہ پر چل رہے ہیں یا مخالف سمت میں۔ ان کی اطاعت کر رہے ہیں۔ یا ان سے گریز پا ہیں۔ ان کے ساتھ حسنِ ظن کا برتاؤ کر رہے ہیں یا سوءِ ظن بے اعتمادی کا۔

مذکورہ حدیث نصِ صریح ہے:

اطاعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اطاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس کی وجہ مذکورہ حدیث ہی سے نمایاں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے طریق کو بعینہٖ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریق بتایا ہے، صحابہ کی راہ پر چلنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ پر چلنا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیروی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے۔ یہ ایسا ہے ہے جیسے حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے ہی فرمایا ہے:

مَنْ اَطَاعَ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔

''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی''

ثابت ہوا خدا اور رسول کا طریق الگ الگ نہیں جو خدا کا راستہ ہے وہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہوگی تو اللہ کی اطاعت بھی

ہوگی۔ آگے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنابِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیروی و اطاعت کو بعینہٖ اپنی پیروی و اطاعت قرار دیا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت دیکھنی ہو تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی اطاعت دیکھ لی جائے۔ اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی متابعت کی جارہی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کامل ہے ورنہ نہیں۔

معیار قابلِ تنقید نہیں ہوتا:

جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ رسول رضی اللہ عنہم پوری امت کے حق و باطل پرکھنے کا معیار ثابت ہیں تو کیا امت کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ ان پر تنقید کرے اور گرفتیں کر کے ان کی خطائیں پکڑنے لگے؟ (بلاشبہ نہیں ...... ہرگز نہیں) یہ حق خود صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہوگا کہ امت کے خطاء، ثواب کا فیصلہ کریں۔ تنقید کا حق معیار کو ہوتا ہے نہ کہ محتاجِ معیار کو۔ پس جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معیارِ حق و باطل کی وجہ سے تنقید سے بالاتر ہیں ایسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تنقید سے بالاتر ہیں۔

حق دستیاب بھی صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہوگا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم معیارِ حق ہوں مگر معاذ اللہ وہ خود حق پر نہ ہوں۔ وہ بلاشبہ حق و صداقت کا مجسم نمونہ اور سرتاپا صدق و امانت ہیں۔ ان میں باطل کی آمیزش کا شائبہ بھی ممکن نہیں۔ ان میں باطل کا گزرنا ممکن ہے۔ کامل نمونہ حق ہیں۔ حق پہچاننا بھی انہی سے جاتا ہے اور حق دستیاب (حاصل) بھی انہی سے ہوتا ہے بشرطیکہ ان کی پیروی کی جائے۔ جو فرقہ ان کی اطاعت کا التزام کرلے گا وہ حق پر ہوگا جو منحرف ہوگا وہ باطل ہوگا۔ الزام اطاعت کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ ان پر جرح و تنقید کرنے کی بجائے ان کی تصویب کی جائے۔ ان کی خطائیں پکڑنے اور ان پر گرفت کرنے کی بجائے ان کی توصیف کی جائے۔ بدظنی کی بجائے حُسنِ ظن رکھا جائے اور قبیحہ مثل جھوٹ وغیرہ

کی تہمت دھرنے کی بجائے انہیں صادق و امین سمجھا جائے۔

ناقدین صحابہ کا دین سلامت نہیں رہ سکتا:

صحابہ رضی اللہ عنہم امت کے مومنینِ اولین اور دین کے مبلغین اوّلین ہیں۔ دین کا کوئی حصہ کسی سے پہنچا ہے اور کوئی کسی سے۔ قرآنِ کریم کا کوئی ٹکڑا کسی سے ملا ہے اور کوئی کسی سے۔ اس لیے صحابہ رضی اللہ عنہم کی پیروی سے انحراف یا جرح و نکتہ چینی درحقیقت دین سے انحراف ہوگا۔ ایک امتی بھی دین دار یا مدعی دین نہیں بن سکتا۔

فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت ہی ہے اور فضائلِ صحابہ رضی اللہ عنہم:

وہی ایک فرقہ حدیث کی رو سے حق پر ہو سکتا ہے جو ہر نہج سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توثیق و تصدیق اور تصویب و تنزیہ کے جذبات اپنے اندر لیے ہوئے ہو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم سب کے سب بلا استثناء مطلقاً عادل اور پاک باز ہیں۔ ان کے ہر فعل کا منشا پاک نیت راست ارادے سچے تھے۔ ان کے جھگڑے میں شر نہ تھا۔ ان کا اختلاف بھی ہماری آشتی سے خوش آئند تر تھا۔ ان سب کے نفوس امارہ نہیں بلکہ مطمئنہ تھے۔ ان کے قلوب تقویٰ اور تقدس کا محور تھے۔ جن کا امتحان اللہ تعالیٰ نے کر لیا تھا۔ ان کا آدھ پاؤ صدقہ بھی ہمارے پہاڑ جیسے صدقہ سے افضل تھا۔ تصنع اور بناوٹ سے بری تھے۔ علم گہرا اور نکھرا ہوا تھا ان کے مقامات توحید و افلاتی سے پوری امت کے توحید اخلاص کو کوئی نسبت نہیں اور بقول حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک کے اوپر کا غبار عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے ہزار درجے افضل تھا۔ کیونکہ امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی تھے اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ تابعی۔ (روح المعانی)

ذہنی غلامی کے بغیر چارہ کار نہیں:

منقول دین میں اولین طبقہ کے بعد کا ہر آدمی کلیۃً محتاج ہے روایت میں درایت میں، تاویلات میں، تعلم وتزکیہ میں، اجمال میں اور تفسیر میں بھی اس لیے ذہنی غلامی نہ کرے گا تو کیا کرے گا کیونکہ انہی سے حق، باطل میں امتیاز ہوتا ہے۔ روافض، خوارج، معتزلہ اور دوسرے فرقے انہی کے ہم رنگ اسی لیے مبطل (باطل) قرار پائے کہ انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھا۔

(بحوالہ ص ۸۰ خطبات جلد ششم)

ناقدین صحابہ ہی افتراق امت کا سبب ہیں:

جب صحابہ رضی اللہ عنہم معیارِ حق و باطل ہیں تو ان کی مخالفت ہی سے نیا فرقہ بنے گا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک ہی فرقہ تھا وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت تھی جو برحق بھی تھی اور معیارِ حق بھی۔ جو لوگ بلا استثناء کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت وعقیدت کے ساتھ پیروی کرتے ہیں اور ان پر زبان کو کھولنا جائز نہیں سمجھتے وہ لقبِ فرقہ نہیں بلکہ اصل جماعت ہیں اہل سنت والجماعت ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی اجتماعی اطاعت:

اور ہر الفاظ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ایک دو صحابی ہی معیارِ حق نہیں بنادیئے گئے بلکہ اصحابی جمع کا صیغہ لا کر اشارہ کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا تمام صحابہ رضی اللہ عنہم معیارِ حق بن کر واجب الاطاعت ہیں۔ ممکن ہے کسی شکی کو شبہ گزرے کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم کے فروعی مذاہب مختلف رہے اور مسائل میں اختلاف رہا تو لامحالہ ایک کی اطاعت کرتے بقیہ کی اطاعت سے دست برداری ہی کرنی پڑے گی۔

جواب:

اگر ایک کی پیروی دوسروں کی طعن وتنقید سے بچ کر اور سب کی عظمت رکھ کر ہوتو وہ سب ہی کی پیروی کہلائے گی۔ حدیث شریف میں واضح ہے:

اَصْحَابِی کَالنُّجُومِ بِاَیِّهِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ۔

''میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔''

اَیُّهُمْ کے لفظ سے اقتدا تو مطلق رکھی گئی ہے کسی کی بھی کی جائے ہدایت ملے گی۔

نجوم کے لفظ سے اقتدا کو سمجھنا اور ہادی ماننا سب کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ نورِ افشانی کا عقیدہ ایک دو تک محدود نہیں رہ سکتا وہ سب کے لیے ماننا لازمی ہوگا۔ تا قیامت معیارِ شخصیت ہوگا۔

معیاری لوگ:

مقدس افراد اور معیاری لوگ ہر دور میں ہوتے رہیں گے۔ اور امت کے لیے مینارۂ روشنی ثابت ہوتے رہیں گے۔ راہِ رُشد و ہدایت میں محض لٹریچر سے رہنمائی نہیں ہوسکتی ورنہ کتبِ سماویہ کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمائے جانے کی ضرورت نہ ہوتی۔ اسی معیاری شخصیات کے نام مجدد، امام، مجتہد، راسخ فی العلم، فقیہ وغیرہ ہیں۔ حدیث شریف ہے کہ:

''اس علم (دین) کو (ہر دور میں) اعتدال پسند خلف (اپنے سلف سے) لیتے رہیں گے جو، غلو پسندوں (اور حدود و اعتدال سے گزر جانے والوں) کی تحریفوں، باطل، پرستوں کی دروغ بیانیوں اور جُہلاء کی (رکیک)

تاویلوں کو رد کرتے رہیں گے۔" (مشکوٰۃ)

صحابہ کرامؓ پر درود بھیجنا:

حضور سید المختار خلاصۃ الاخیار علیہ السلام پر ہمیشہ درود و سلام پڑھو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر جو رفیق اور شفیق ہیں۔ حاجت روا صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق فرمانے والے کرنے والے ہیں۔ پھر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہم پر جو احکامِ شریعت کے جاری فرمانے والے ہیں۔ پھر سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ پر جو حضور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے قرۃ العین اور داماد ہیں۔ جن کا نور جمال چراغوں پر غالب تھا۔

چوتھے سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ پر جو شہنشاہِ ولایت، پیکر تسلیم و رضا اور خیبر شکن ہیں۔ پھر شہزادوں حسن و حسین رضی اللہ عنہما پر۔ سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا پر، طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ پر، سعد رضی اللہ عنہ پر، سعید رضی اللہ عنہ پر، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر، ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ پر، پھر جملہ اصحاب رضی اللہ عنہم پر جملہ اہل بیتؓ نبوت پر۔

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا
صحابہ آسمانِ رُشد کے روشن ستارے ہیں
راہِ حق کے دکھانے کو یہ نورانی مینارے ہیں

(نعت کبریٰ، میلادِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کا ذکر جمیل، تالیف شیخ الاسلام علامہ شہاب الدین احمد ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ سالک فضلی، پروفیسر میاں محمد طفیل، اشاعت ۱۹۳۸ھ)

نوٹ: اسلامی معلومات میں اضافہ کیجئے اور اصل حقائق سے روشناس ہو جایئے۔

مختصر تعارف:

تحفہ اثنا عشریہ، مصنف حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ،
ترجمہ مولانا خلیل الرحمٰن نعمانی مظاہری۔

دارالاشاعت اردو بازار کراچی۔

کتاب کے بارہ ابواب ہیں بمطابق تعداد بارہ ائمہ طریقت رضی اللہ عنہم۔ یہ کتاب بارھویں صدی ہجری کے اختتام پر جلوہ گر ہو رہی ہے اس لیے اس کا نام ''تحفہ اثنا عشریہ'' ہے۔ (شوال ۱۴۰۲ھ)

شعیوں کے فرقے:

غالی شیعوں کے چوبیس فرقے ہیں۔

فرقہ اُمویہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں شریک مانتا ہے۔

فرقہ غرابیہ:

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے غلطی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی پہنچائی۔

فرق ذبابیہ:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اِلٰہ (معبود) مانتا ہے۔

فرقہ اثینیہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں کو خدا مانتا ہے۔

اور تین فرقے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت کے قائل ہیں۔

فرقہ زرامیہ:

تارکِ فرائض ہے اور حرام کو حلال مانتے ہیں۔

فرقہ کیسانیہ:

اس کے مزید چھ فرقے ہیں۔

فرقہ زیدیہ:

فرقہ زیدیہ کے نو فرقے ہیں۔

فرقہ امامیہ:

فرقہ امامیہ کے انتالیس فرقے ہیں جس میں اسماعیل فرقہ بھی شامل ہے۔ایک گروہ چار خداؤں کا قائل ہے۔

نوٹ: یہ بیان بے شمار کتب میں درج ہے۔

مکروفریب سے اپنے مذہب میں لانے کے طریقے

مکروفریب سے اپنے مذہب میں لانے کے کل ایک سو سات طریقے تقریباً سو صفحات پر حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائے ہیں۔جن میں سے چند ایک کا اشارۃً بیان یہ ہے۔

(۱) حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی حُب کے بارے میں جھوٹی احادیث لانا۔

(۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مذمت میں جھوٹی احادیث اہل سنت والجماعت سے منسوب کرنا۔

(۳) خود کتاب لکھ کر کسی عالم حق کی طرف منسوب کرنا۔

(۴) اپنی من گھڑت بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرنا۔

عقائد:

(۱) تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فضیلت ہے۔

(۲) خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم و امھات المومنین رضی اللہ عنہن پر شتم (گالی دینا) افضل عبادت ہے۔ حضرات اثناء عشریہ نے لکھا ہے: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا گھر جلا دیا۔ انہوں نے تاریخ طبری میں اپنی روایات ملائی ہیں۔

نوٹ: ان کا سب سے بڑا دھوکہ تقیہ ہے۔ انہوں نے اپنی بعض کتب کو بوجہ خوف جلا دیا ہے۔

دھوکہ نمبر ۹۴:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا گڑیاں کھیلنا بمطابق اہلسنّت و جماعت۔

جواب احناف: اسی میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی بات آتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی کھیل دیکھا، ادنیٰ ترین شخص بھی گوارا نہیں کرتا کہ اس کی بیوی کھیل تماشہ دیکھے، غیروں کو دیکھے، یہ واقعہ آیت نزولِ حجاب سے پہلے کا ہے اس لیے طعن کا جواز نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت غیر مکلف تھیں۔ کم سن تھیں اگر کوئی بچی پردہ میں ہو کر غیر مرد نہ دیکھے صرف جنگی مشق دیکھے تو اس میں کیا قباحت ہے؟ حدیث شریف میں ہے کہ فوجی کھیلوں میں تو فرشتے بھی شامل ہوتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حبشیوں کو جھڑکا، اس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شدتِ محبت ہے۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمر! انہیں نہ چھیڑو اور اے بنی ارخدہ اطمینان سے اپنے مظاہرہ میں لگے رہو تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ڈانٹ سے باز آ گئے۔

دھوکہ نمبر ۹۶:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت عزرائیل علیہ السلام کو تھپڑ مارا، بمطابق اہلسنت۔

جواب (مختصر خلاصہ) عزرائیل علیہ السلام نے نہ تعارف کرایا نہ ہی شکل وصورت فرشتے کی تھی اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نہ سمجھ سکے بلکہ یہ کہا کہ کوئی دشمن ہے جو قتل کرنے آیا ہے جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے دو فرشتوں کو جو دیوار پھاند کر آئے تھے دشمن سمجھا۔

دھوکہ نمبر ۱۰۱:

حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت ہے بمطابق اہلسنّت وجماعت۔

جواب وضاحت: حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے بہشت میں اپنے آگے دیکھا۔ آگے چلنا ایسے ہی تھا جیسے زمین پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے چلتے تھے تاکہ راستہ صاف کریں اس سے فضیلت لازم نہیں آتی۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر خصوصی نظر ڈالی، اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر فضیلت لازم نہیں آتی اس سے فضیلت ثابت کرنا کیسی ناانصافی ہے۔

دھوکہ نمبر ۱۰۲:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

جواب وضاحت: راوی ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: جو تم سے یہ بات کہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے باور نہ کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر ہی پیشاب کیا کرتے تھے۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر رگ مابض میں زخم کی وجہ سے کھڑے ہو کر

پیشاب فرمایا'' زانو کے نیچے ایک رگ کا نام ہے۔ قرآنِ مجید میں ہے:

لَيْسَ عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ۔

''مریض کے لیے کوئی بندش نہیں''

قرامطہ اور باطنیہ

قرامطہ اور باطنیہ کا حکم تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر لعنت بھیجو کیونکہ یہ خدا کے ذکر سے افضل ہے۔ حالانکہ کسی بھی دین اور شریعت میں ابلیس تک جو گمراہی کا اصل الاصول ہے لعنت کرنے کو عبادت شمار نہیں کیا گیا۔

باب ۱۰:

دہریوں نے ذات الٰہی پر کلام کیا۔ معتزلہ نے حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم تک موضوع کلام بنایا، ان سے گناہِ کبیرہ منسوب کئے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ ثبوت کے لیے قرآن وحدیث کے حوالے دیتے ہیں۔

یہودیوں نے ملائکہ پر مطاعن کئے۔ نواصب اور خوارج نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہلبیت رضی اللہ عنہم کی شان ہی یہی طیرہ رکھا۔ آخر میں ابن سبا یہودی اور اس کے پیروؤں نے خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم وصحابہ کبار رضی اللہ عنہم اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں مطاعن کا دروازہ کھولا ہے۔ (یہ ایسا ہے جیسا چاند پر کتے بھونک رہے ہیں)

مطاعن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

مطاعنِ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پندرہ ہیں۔ الراقم کمترین صرف ایک دو اختصار سے مذکورہ کتاب کے حوالے سے لکھے گا۔

اعتراض:

مالک بن نویرہ کی خوبصورت بیوی سے نکاح کے لالچ میں حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے امیر الامراء تھے، مالک بن نویرہ کو جو مسلمان تھے نہ صرف قتل کیا بلکہ قتل ہی کی رات اس عدت میں نکاح جائز نہیں زنا کے مرتکب ہوئے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نہ ان پر حد لگائی نہ قتل کا قصاص لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پر ناراض بھی ہوئے۔

جواب ۱ مذکورہ تعبیر صحیح بیان نہیں کی۔

خلاصہ:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ مالک بن نویرہ کو پکڑ کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس لائے جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب سے بطاح کی سرداری ملی ہوئی تھی۔ صدقات کی وصولی بھی اس کے سپرد تھی۔ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر سُن کر مالک بن نویرہ کے اہلِ خانہ نے خوب جشن منایا، ڈھول بجائے، حضرت خالد رضی اللہ عنہ سے گفتگو کے دوران مالک بن نویرہ نے حضور نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایسے الفاظ استعمال کیے جو کفار اور مرتدین کرتے تھے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو اس کے مرتد ہونے کا یقین ہو گیا اور قتل کا حکم دے دیا۔ یہ خبر مدینہ شریف پہنچی، ابتداءً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہی خیال تھا کہ خون ناحق ہوا اور قصاص واجب ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو بلا کر تفتیش کی۔ آپ نے بے قصور قرار دے کر حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو عُہدے پر بحال رکھا۔ اب رہی یہ بات کہ حربی عورت کو بھی ایک حیض بقدر عدت گزارنی ضروری ہے اگر یہ سچ ہے تو اعتراض حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر ہے نہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نہ معصوم تھے نہ امام۔ لیکن یہ بات نہیں بلکہ

مالک بن نویرہ نے اس عورت کو ایک عرصہ سے طلاق دے رکھی تھی اور رسمِ جاہلیت سے اسے گھر میں ڈال رکھا تھا۔ اس رسم کو توڑنے کے لیے قرآن مجید میں آیت نازل ہوئی:

جواب ۲ مسیلمہ اور مالک بن نویرہ دونوں مرتدین میں سے تھے۔ اگر وہ مرتد نہ تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو تو شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ شبہ کی صورت میں قصاص ختم ہو جاتا ہے۔

جواب ۳ جناب صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ خلیفۃ الرسول تھے۔ سُنّیوں یا شیعوں کے خلیفہ نہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ان کے سامنے تھا۔ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو میں اس قسم کے مُشتبہ سینکڑوں افراد کو قتل کیا مگر حضور علیہ السلام نے کبھی تعرض نہ فرمایا۔ ایک لشکر پر حملہ ہوا (جو اسلام لے آئے تھے) انہوں نے اظہار کے لیے کہا۔ ''اَصْبَانَا صَبَانَا'' ہم صابی ہیں۔ صابی بمعنی بے دین ہے اس لیے حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے قتل کا حکم دے دیا۔ ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ماتحت کو حکم دیا قتل نہ کرو قید میں رکھو!

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خبر ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ملول اور رنجیدہ ہوئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ حد لگائی نہ قصاص نہ دِیَت دلائی۔

جواب ۴ اگر مالک بن نویرہ کا قصاص نہ لینا خلافتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے لیے طعن ہے تو ذوالنورین الشہید حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص نہ لینے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق حضرات شیعہ کا کیا فیصلہ ہے؟

جواب ۵ قصاص اس وقت واجب ہوتا جب مالک کے ورثا مطالبہ کرتے۔ بلکہ مالک کے بھائی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے اس کے مرتد ہونے کا اعتراف کیا حالانکہ یہ بھائی مالک سے عشق کی حد تک محبت کرتا تھا۔ عمر بھر اس کی

جدائی میں تڑپتا رہا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی سابقہ رائے پر نادم ہوئے۔ برملا اعتراف فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فیصلہ درست تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ پر نہ حد جاری کی نہ قصاص، حالانکہ حدود میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت سخت تھے۔

اعتراض:

آنجناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضراتِ شیخین رضی اللہ عنہم پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا۔ اسی طرح حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں دونوں حضرات رضی اللہ عنہم کو دیا۔ اگر یہ حضرات سرداری کی قابلیت رکھتے ہیں یا افضلیت اور اولیت تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سردار رضی اللہ عنہم بناتے۔

جواب مختصر: یہ خاص کسی جزئی مصلحت پر مبنی تھا جو کام چھوٹے سے ممکن ہو اور افضل کے شایانِ شان نہ ہو اور ماتحتی کی تربیت کے لیے بھی تھا۔

اعتراض:

بابت خلافت: راوی حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیعت اچانک ہوئی۔ بخاری شریف کے بھی یہی الفاظ (مفہوم) ثابت ہوا بیعت بے مشورہ تھی اور خلیفہ برحق نہ ہوئے۔

جواب بخاری شریف میں مذکور ہے:

"حضور عمر رضی اللہ عنہ کا کلام ایک شخص کے جواب میں تھا اسے آپ بتانا چاہتے تھے ایک دو آدمیوں کی بیعت بغیر غور و فکر اور بغیر مشورہ کے درست نہیں اس آدمی نے کہا تھا اگر عمر رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو میں فلاں شخص سے بیعت کر کے اسے خلیفہ بناؤں گا۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے معاملے میں جو ہوا تمام لوگوں نے قبول

کیا۔ حق بحق رسید: آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دلائل پہلے ہی موجود تھے۔ مثلاً آپ رضی اللہ عنہ کا امامت کرانا...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ یہ بھی فرمایا تھا:

وَ اَیُّکُمۡ مِثۡلَ اَبُوۡ بَکۡرٍ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر بحث و تمحیص کا وقت نہ تھا۔ حالات نازک تھے، سب سے پہلے بیعت کرنے والے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے۔ کسی بھی مہاجر یا انصاری نے اسے نہ جھٹلایا۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس مجلس کے بعد آپ سے بیعت بھی کی اور قدرے تاخیر کا عذر بھی بیان فرمایا۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صورتِ احوال کا تجزیہ فرمایا تھا سب مطمئن ہو گئے اور تحسین بھی فرمائی۔

حضرت عمرؓ پر گیارہ اعتراض:

صرف چند ایک پیشِ خدمت ہیں۔

حضرت فاطمہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کا گھر جلا دیا۔ آپ کے پہلو مبارک میں تلوار کا کچوکا دیا جس سے آپ کا حمل ساقط ہو گیا...... سراسر بہتان اور بدترین افتراء ہے، جھوٹ ہے۔ امامیہ حضرات کی اکثریت اس کی قائل ہی نہیں۔ اتنا کہتے ہیں کہ جلانے کا ارادہ کیا تھا مگر عمل نہ ہو سکا۔ قصد اور ارادہ دل کی کیفیت ہے جس پر خدا کے سوا کوئی مطلع نہیں ہو سکتا۔

متعلقہ شبہات:

مطاعنِ عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ دس ہیں۔

حضرت عثمان غنی بن عفان رضی اللہ عنہ کے قتل پر تمام صحابہ خوش تھے...... یہ کیسا جھوٹ اور بہتانِ عظیم ہے۔ اگر سارے ہی خوش تھے تو قصاص کے لیے

لڑنے والے کون تھے؟ یہ کس عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے لڑ رہے تھے؟ سُنّیوں اور شیعوں کی تاریخیں موجود ہیں کہ بلوہ (محاصرہ) مٹانے کے لیے سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کوشش کی۔ امیر المؤمنین عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کی جازت مانگی۔ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے شدت سے روکا۔ شیعوں کی معتبر کتاب گواہ ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں: ''اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے خود ان کا دفاع کیا ہے۔''

ملائکہ کی نمازِ جنازہ میں حاضری:

''جس دن حضرت عثمانِ غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ وفات پائیں گے آسمان کے فرشتے ان پر نمازِ جنازہ پڑھیں گے'' (حدیث شریف)

ابنِ ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ:

''ہم جنازہ لے کر بقیع کی طرف چلے اچانک ایک جماعت نے پیچھے سے آ کر ہمیں آ گھیرا، ہم ڈرے کسی نے پکار کر کہا: ڈرو مت ہم بھی جنازہ میں شرکت کے لیے آئے ہیں''

ابنِ خنیس رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ وہ فرشتے تھے۔

''حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہیں، نورانی عمامہ زیبِ سر ہے، جنت کے کسی درخت کی چھڑی دستِ مبارک میں ہے، میں نے عرض کیا: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا مشتاق ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیں تشریف لے جانے کی عُجلت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف توجہ فرمائی مسکراتے ہوئے فرمایا: عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ابھی صبح ہمارے پاس

جنت میں آئے ہیں اور اس طرح آئے ہیں جیسے شاہی دولہا ہو اور ہمیں
ان کی دعوتِ ولیمہ میں بلایا گیا ہے اس لیے میں ذرا جلدی میں ہوں۔''

عثمانؓ شاہی دولہا:

یہ روایت حسین بن عبداللہ البناء الفقیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی ہے۔ ابوشجاع ویلمی رحمۃ اللہ علیہ مشہور محدث نے (جن کو شیعہ بھی معتبر مانتے ہیں) اپنی کتاب میں یہی خواب بیان کیا ہے۔ اسی طرح حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا خواب بھی صحیح روایت کے ساتھ مشہور ہے جسے ویلمی رحمۃ اللہ علیہ نے منتقی میں روایت کیا ہے۔

خواب:

''حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ جو خواب میں دیکھ چکا ہوں اس کے بعد اب میں نہیں لڑوں گا۔ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرش پر ہاتھ رکھے کھڑے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اور حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے شانوں پر ہیں۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ ان کے کندھوں پر ہیں۔ وہاں میں نے خون دیکھا اور اس کے بارے میں پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ جواب ملا: یہ خونِ عثمان رضی اللہ عنہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے اپنا قصاص طلب کر رہا ہے۔''

ابنِ سمان رضی اللہ عنہ، قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ، محمد بن الحنفیہ رضی اللہ عنہ سے روایات ہیں:
''جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یومِ جمل کے موقع پر فرمایا: قاتلینِ عثمان رضی اللہ عنہ پر اللہ لعنت کرے، خواہ وہ زمین پر ہوں خواہ پہاڑ پر'' ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی لعنت فرمائی۔ حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھا کر

دو تین بار فرمایا: قاتلینِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ پر لعنت بھیجتا ہوں۔''

حضرتِ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا: خلاصہ:

''قاتلینِ عثمان رضی اللہ عنہ دوزخ میں ہیں۔''

مطاعنِ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دس ہیں۔ الراقم نے صرف ایک کا مفہوم وخلاصہ لکھا ہے۔

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دن مسکنِ عائشہ صدیقۂ کائنات رضی اللہ عنہا کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: (دورانِ خطبہ) آگاہ رہو! فتنہ یہیں ہے، تین بار فرمایا: یہاں سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے) اس سے مراد وہ فتنہ ہے جب آپ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑنے بصرہ گئیں۔

جواب مختصر: کلام صحیح ہے مگر مراد باطل ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بریکٹ کے اندر جو درج ہے: مفہوم بہت سے مقامات پر فرمائے۔ اشارہ مسکنِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف نہیں بلکہ مشرق کی طرف ہے۔ ہر جگہ مسکنِ عائشہ رضی اللہ عنہا کہاں ہے؟ اس امت میں جو فتنہ بھی اٹھا اسی طرف سے اُٹھا۔ مسکنِ عائشہ رضی اللہ عنہا منبع ایمان ہے۔ مسکنِ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے آپ رضی اللہ عنہا تو حج کے لیے تشریف لے گئی تھیں۔

پہلا فتنہ مالک بن اشتر کا خروج لشکر، یہ کوفہ سے نکلے برائے جنگِ جمل، کوفہ مدینہ شریف سے مشرق کی طرف ہے، دوسرا فتنہ عبداللہ بن زیاد کا بوقتِ شہادت امامِ حسین رضی اللہ عنہ پھر مدعی نبوت مختار ثقفی کا فتنہ، رافضیوں کا منبع بھی کوفہ، معتزلہ کی پیدائش بصرہ، قرامطہ کوفہ کی پیداوار، یہ سب مشرق کی طرف ہیں۔

ایک اور اعتراض:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی کا بناؤ سنگار کیا شائد اس طرح ہم کسی

نو جوان قریشی کو شکار کر لیں۔

جواب: اس روایت کے راوی مجہول اور مجروح ہیں۔ یہ سراسر بے سرو پا روایت ہے۔ کہ طعن کی بات بھی نہیں۔ اپنی پروردہ لڑکی یا لونڈی کے لیے مناسب رشتہ تلاش کرنا کون سی عار ہے۔

وصلّی اللہ علےٰ حبیبہ محمد وّ آلہٖ واصحابہٖ وسلم۔

ورق تمام ہوا مدح ابھی باقی ہے
سفینہ چاہیئے اس بحرِ بیکراں کے لیے

ہمدردانہ ومؤدبانہ التجا

ذکر خیر 3/1، 3/2 اور 3/3 آپ پڑھ چکے اب ذکر خیر 3/4 المعروف بہ سیرتِ طیّبہ سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم بھی ضرور پڑھیے اور

ذکر خیر (۱) سیرتِ طیّبہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

ذکر خیر (۲) سیرتِ طیّبہ امّہات المومنینؓ اولادِ امجادؓ و جملہ متعلقینِ کرامؓ

ذکر خیر (۴) سیرتِ طیّبہ امام ربانی مجدّد الف ثانیؒ اور

(۵) متفرق (توحید، رسالت صلی اللہ علیہ وسلم، انبیاءؑ، صحابہؓ، دو سو اولیاء اللہ محدثین ائمہ کرامؒ، اخلاقِ حسنہ، نہایت مفید ترین اسلامی، تاریخی معلومات، مشعلِ راہ بیان اور قرآن وحدیث سے علاج برائے جملہ امراض) پڑھنے میں تاخیر روا نہ رکھیں۔

جزا کم اللہ فی الدّارین

ننگِ خلائق بے مقدار ہیچمد

محمد عبدالخالق توکلی

خادم الفقراء والعلماء